05

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

5 تا 11 شعبان المعظم 1446ھ / 4 تا 10 فروری 2025ء

اس شمارے میں

کشمیر مقبوضہ ہو نہ فلسطین، وہ دن بھی آئے!

اُخروی کامیابی کے لیے مطلوبہ صفات

ٹرمپ، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر

اللہ کافی ہے!

تاریخِ تحریکِ پاکستان اور سیکولر یلغار

اخبارِ اسلام

مقبوضہ کشمیر: جدوجہدِ حریت اور انسانی حقوق کی پامالی

تاریخ عالم میں اہلِ کشمیر اُن چند پُرعزم، بلند حوصلہ، حق پرست، حریت پسند اور جذبۂ استقلال سے سرشار اقوام میں سے ہیں جنہوں نے نہ تو کبھی ظالم کے ظلم سے خوف کھایا اور نہ ہی قابض کے سامنے سرِتسلیم خم کیا۔ گو کہ رائے عامہ کے مطابق مسئلہ کشمیر 1947ء میں تقسیم ہند سے شروع ہوا مگر درحقیقت مسلمانانِ کشمیر پر زندگی تقسیم ہند سے قبل ہی تنگ کر دی گئی تھی۔ بلاشبہ کشمیر کی موجودہ صورتحال ہندو بنیا وڈوگرا راج کی مسلم کُش پالیسیز کا ہی تسلسل ہے۔ گمنام اجتماعی قبریں، بے گناہ شہداء، معصوم یتیم، بیوہ و نصف بیوہ عورتیں، نابینا بچے، معذور و بے سہارا بوڑھے اور لہولہان وادیٔ کشمیر، بھارتی مظالم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سلطان محمد بہادر عزیز

کوئی آواز اب اُٹھائے کہ کشمیر جل رہا ہے
کوئی انصاف اب دلائے کہ کشمیر جل رہا ہے
ہر فرد ہے پریشان، بے چین و دل شکستہ
کوئی مرہم انہیں لگائے کہ کشمیر جل رہا ہے

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1120

دنیا دار الامتحان ہے

سورۃ العنکبوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 01 تا 04

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۴﴾

آیت ۱: ﴿الٓمّٓ ﴿۱﴾﴾ ’’الف ٗ لام ٗ میم ۔‘‘

آیت ۲: ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾﴾ ’’کیا لوگوں نے یہ سمجھا تھا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُنہیں آزمایا نہ جائے گا؟‘‘

زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا تو آسان ہے لیکن ایمان کو برقرار رکھنے کے لیے امتحان و ابتلا کے لیے تیار رہنا مشکل کام ہے۔ امتحان و آزمائش سے کھرے کھوٹے کا پتا چلتا ہے۔ جس قدر ایمان مضبوط ہوگا اُسی قدر امتحان سخت ہوگا۔

آیت ۳: ﴿وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ﴾ ’’اور ہم نے تو اُن کو بھی آزمایا تھا، جو ان سے پہلے تھے‘‘

﴿فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾﴾ ’’پس اللہ ظاہر کر کے رہے گا اُن کو جو سچے ہیں اور اُن کو بھی جو جھوٹے ہیں۔‘‘

اگرچہ ان الفاظ کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ ’’اللہ جان کر رہے گا‘‘ لیکن مفہوم دراصل یہ ہے کہ اللہ ظاہر کر دے گا کہ کون منافق ہے اور کون سچا مؤمن! کون ضعیف الایمان ہے اور کون قوی الایمان! یہاں یہ بات بھی لائقِ توجہ ہے کہ گزشتہ دو آیات میں اگر خفگی کا اظہار ہے تو اگلی دو آیات میں اہلِ ایمان کی دلجوئی کا سامان بھی ہے۔ گویا ترہیب اور ترغیب ساتھ ساتھ ہیں۔

آیت ۴: ﴿اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ ﴿۴﴾﴾ ’’کیا سمجھ رکھا ہے اُن لوگوں نے جو برائیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ وہ ہماری پکڑ سے بچ کر نکل جائیں گے؟ بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔‘‘

درندگی کا بازار گرم کرنے والے درندوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اُنہیں کوئی پوچھنے والا نہیں؟ کیا ابوجہل اور اُمیہ بن خلف کو خوش فہمی ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوگا! انہیں اس سب کچھ کا حساب دینا ہوگا۔ وہ وقت دور نہیں جب بہت جلد یہ پانسہ پلٹ جائے گا اور اُنہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ چند ہی سال بعد غزوۂ بدر میں کفر اور ظلم کے بڑے بڑے علم برداروں کا حساب چکا دیا گیا۔ دراصل مکّہ میں بارہ سال تک ایک خاص حکمتِ عملی کے تحت مسلمانوں کو ہاتھ باندھے رکھنے، ہر طرح کا ظلم برداشت کرنے اور استطاعت کے باوجود بھی بدلہ نہ لینے کا حکم دیا گیا تھا۔ گویا تحریک کے اس مرحلے میں اُنہیں ظلم سہنے اور سخت سے سخت حالات میں عزم و استقلال کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کی تربیت کے عمل سے گزارا جا رہا تھا۔ یہ حکمتِ عملی دراصل تحریکی و انقلابی جدّوجہد کے فلسفے کا ایک اہم اور لازمی اصول ہے۔

درس حدیث

دعوت الی اللہ کی راہ میں شدید مشکلات

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ وَّمَالِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاْکُلُہٗ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنے بغل میں چھپا رکھی تھی۔‘‘

تشریح: کفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے کے لیے جان سے مار دینے کی دھمکی دی، سخت ترین سزاؤں سے آپؐ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی اور جسمانی تکلیفیں بھی دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ کو کھانے پینے کی چیزوں کی کمی کا بھی سامنا تھا۔ اس طرح کے سنگین حالات سے حضورؐ کے سوا کوئی دوسرا داعیِ حق (حتیٰ کہ کوئی دوسرا پیغمبر بھی) دوچار نہیں ہوا۔ مگر آپؐ نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

اداریہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشمیر مقبوضہ ہو نہ فلسطین، وہ دن بھی آئے!

کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ پہلی بار 1931ء میں کشمیریوں سے اظہارِ یکجہتی کا دن پورے ہندوستان میں منایا گیا۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنے خلاف اُٹھنے والی سیاسی تحریک کو طاقت کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں 21 کشمیری شہید کر دیئے گئے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کی فوج کی جانب سے اس بہیمانہ واقعہ کے ردِعمل میں علامہ اقبال نے 14 اگست 1931ء کو ہندوستان بھر میں کشمیریوں سے یکجہتی کا دن منانے کی کال دی۔ یہ بھی حسنِ اتفاق تھا کہ ٹھیک 16 سال بعد اسی دن پاکستان قائم ہوا۔ 14 اگست 1931ء کے سانحہ کے بعد اکتوبر 1931ء میں پورے پنجاب میں "چلو چلو کشمیر چلو" کی صدائیں گونجنے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات کے بعد مسلمانوں میں اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کا جذبہ شدومد سے پیدا ہوا جو کہ آج بھی زندہ ہے۔

3 جون 1947ء کو جب تقسیم ہند کا فارمولا منظور ہوا تو ریاست جموں و کشمیر کی تقریباً 80 فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اس کی 600 میل لمبی سرحد پاکستان سے ملتی تھی۔ ریاست کی واحد ریلوے لائن سیالکوٹ سے گزرتی تھی اور بیرونی دنیا کے ساتھ ڈاک اور تار کا نظام بھی پاکستان سے جُڑا ہوا تھا۔ ریاست کی دونوں پختہ سڑکیں راولپنڈی اور سیالکوٹ سے گزرتی تھیں۔ ان سب حقائق کے پیش نظر ریاست جموں و کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق لازمی طور پر ایک قدرتی اور منطقی فیصلہ ہونا چاہیے تھا، لیکن مہاراجہ ہری سنگھ اور کانگریسی لیڈروں کے عزائم اس فیصلہ کے بالکل برعکس تھے۔ اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اُنہوں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ مل کر سازش کا جال بُنا، جس کے پھندے میں مقبوضہ کشمیر کے بے بس اور مظلوم مسلمان آج تک بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد سکھوں نے جموں میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ جموں میں کشمیری مسلمانوں کے قتلِ عام کے بعد مہاراجہ کو پونچھ کی سوجھی۔ پونچھ میں تقریباً 95 فیصد مسلمان تھے جن میں بہت سے ریٹائرڈ فوجی بھی تھے۔ جب ان تک جموں میں مسلمانوں کے قتل عام کی اطلاع پہنچی تو یہ فوراً دشمن سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ سر پر کفن باندھ کر ڈوگرہ فوج سے جنگ کے لیے نکل پڑے۔ چنانچہ راولاکوٹ، وادیٔ جہلم اور بہت سے علاقوں سے ڈوگرہ فوج فرار ہو گئی۔ کشمیریوں کی رشتہ داریاں افغانوں اور پٹھانوں کے محسود اور دیگر قبائل سے بھی تھیں۔ عورتیں اور بچے جب وہاں پہنچے تو اُن پر ظلم کی داستانیں سن کر اُن کا خون کھول اُٹھا۔ چنانچہ ان علاقوں سے لشکروں کے لشکر کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور چند ہی دنوں میں مظفر آباد، کوٹلی، راولاکوٹ، نیلم، باغ اور میر پور وغیرہ کو نہ صرف ڈوگرہ بلکہ ہندوستانی فوج سے بھی آزاد کروالیا گیا۔ مہاراجہ بھارت فرار ہو گیا اور بھارت سے مدد مانگ لی۔ بھارت نے اس شرط پر مدد فراہم کی کہ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویزات پر دستخط کرے۔ مہاراجہ نے فوراً حامی بھر لی۔ چنانچہ بھارتی فوجیں بھی سرینگر اور وادی کے دیگر حصوں میں پہنچنا شروع ہو گئیں۔ یوں ریاست کا جو حصہ مجاہدین نے آزاد کروالیا تھا وہ آزاد کشمیر کہلایا جبکہ باقی ماندہ کشمیر پر بھارت نے اپنا غاصبانہ قبضہ جما لیا۔ اسی دوران پنڈت جواہر لعل نہرو کی سرکردگی میں بھارت نے اقوام متحدہ میں قرارداد پیش کی کہ کشمیر کا فیصلہ استصواب رائے سے کیا جائے اور انہیں حق خود ارادیت دیا جائے۔ 15 اگست 1948ء کو اقوام متحدہ میں قراردادِ حق خود ارادیت منظور کی گئی، لیکن بھارت آج تک اس پر عمل کرنے سے گریزاں ہے اور مسلسل عذر تراشیوں بلکہ ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے۔

اس دوران پاکستان سے دو ہمالائی غلطیاں ہوئیں۔ ایک تو شملہ معاہدہ کر کے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سے دو ممالک کے مابین باہمی تنازعہ میں بدل ڈالا اور اس کے بعد جب بھی کشمیر میں استصواب رائے کے حوالے سے بات کی گئی تو بھارت نے یہی جواب دیا کہ اب یہ بین الاقوامی نہیں دو ممالک کا باہمی تنازعہ ہے۔ دوسرے یہ کہ صدر ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں خفیہ انداز میں مقبوضہ کشمیر میں کچھ جہادی گروہوں کو بھیجا گیا۔ یہ معاملہ بھی

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

5 تا 11 شعبان المعظم 1446ھ جلد 34
4 تا 10 فروری 2025ء شمارہ 05

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر "مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا کہ بھارت کو کھل کر عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف سفارتی محاذ کھڑا کرنے کا موقع مل گیا۔ خلوصِ نیت کے باوجود مقبوضہ کشمیر تو آزاد نہ ہو سکا لیکن مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کا مقدمہ ضرور کمزور ہوا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ درپردہ اقدامات کی بجائے حکومت و افواجِ پاکستان کھل کر کشمیر میں جہاد کا اعلان کرتے۔ مگر ان تلوں میں تیل کہاں!

بہرحال تحریکِ آزادیٔ مقبوضہ کشمیر کو نئی جہت اُس وقت ملی جب کشمیریوں کے مقبول مجاہد برہان مظفر وانی کو 2017ء میں بھارتی فوج نے شہید کر دیا۔ اس کے بعد تحریکِ آزادی میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ بھارت کے لیے اب اس تحریک کو دبانا مشکل ہو گیا، لہٰذا اس نے 5 اگست 2019ء کو آئین میں ترمیم کر کے آرٹیکل 370 اور 35-A کو ختم کر دیا جس کے تحت مقبوضہ کشمیر کو ایک خود مختار ریاست کی حیثیت حاصل تھی اور آئین کی یہ شقیں کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے سے روک رہی تھیں۔ خاص طور پر بھارتی آئین کا آرٹیکل 370 واضح کرتا تھا کہ ریاست کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے قوانین کے اطلاق میں متفق ہونا چاہیے، سوائے ان کے جو مواصلات، دفاع اور خارجہ امور سے متعلق ہوں۔ مرکزی حکومت ریاست کے نظم و نسق کے کسی دوسرے شعبے میں مداخلت کرنے کے اپنے اختیار کا استعمال نہیں کر سکتی۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف اس خطرناک سازش پر اسلامی دُنیا تو گہری نیند سوئی رہی اور خود پاکستان بھی کچھ عرصہ شور مچا کر گزشتہ چھ (6) برس سے خاموش بیٹھا ہے۔ اس سال بھی حسب سابق حکومتِ پاکستان، اسٹیبلشمنٹ اور عوام نے 26 جنوری کو بھارت کے یومِ جمہوریہ کو یومِ سیاہ کے طور پر منایا۔ اسلام آباد میں منعقدہ بھارت کے 76 ویں یومِ جمہوریہ کی تقریب میں پاکستان کے ہائی کمشنر کی حاضری بھی ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ البتہ کسی بھی سیاسی جماعت کے چھوٹے بڑے کسی رہنما کی اس تقریب میں شرکت نہ کرنا قابلِ تحسین ہے۔ اُس روز مذمتی بیانات بھی دیئے گئے، احتجاجی ریلیاں بھی نکالی گئیں، مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے حقِ خود ارادیت کی غیر متزلزل حمایت بھی کی گئی، لیکن عملی اقدام ندارد۔

مقبوضہ کشمیر کی اس تاریخ کو رقم کرنے کا مقصد معاملے کا سیاق و سباق پیش کرنا تھا۔ ہمارا مقصود محض تاریخ کے حوالے سے تفصیلات درج کرنا نہیں بلکہ ہنود و یہود (اس میں امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک کو بھی شامل کر لیں) کے گٹھ جوڑ سے آئندہ کے ممکنہ خدشات اور اُمتِ مسلمہ کے سر پر منڈلاتے خطرات کا تجزیہ ہے۔ غزہ، لبنان اور اب شام میں مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کی مسلسل درندگی نے صورتِ حال کو ایک نیا اور انتہائی خطرناک رُخ دے دیا ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے لیے کانگریس کے آخری دورِ حکومت میں بالخصوص اسرائیل کا تعاون حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ لیکن مقبوضہ کشمیر اور خود بھارت میں مسلمانوں کی سلسلہ وار نسل کشی کے لیے جو اقدامات مودی نے اپنے گزشتہ دونوں ادوارِ حکومت میں کیے اُن کی مثال نہیں ملتی۔ گزشتہ کئی سالوں سے مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کو بھارت سے لا کر بسایا جا رہا ہے تاکہ آبادی کا تناسب بدلا جا سکے۔ گویا صیہونی آبادکاریوں کی پالیسی کی طرز پر مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کی آبادکاری کا کام جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہود و ہنود کا یہ گٹھ جوڑ مقبوضہ فلسطین اور مقبوضہ کشمیر دونوں میں مسلمانوں کی نسل کشی پر کمربستہ ہے اور اسے امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ بھارتی اخبارات کی اپنی رپورٹس کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء کے بعد غزہ پر اسرائیلی بمباری میں نہ صرف بھارتی فوجیوں نے باقاعدہ حصہ لیا بلکہ بھارتی اسلحہ، بارود اور ڈرونز بھی استعمال کیے گئے۔ نیتن یاہو نے اقوامِ متحدہ کی تقریر میں گریٹر اسرائیل کا نقشہ پیش کیا اور اسے X (سابق ٹوئٹر) پر بھی شیئر کیا جو یہودیوں کا دیرینہ خواب ہے۔ ہندوؤں کے ہاں بھی گریٹر انڈیا (اکھنڈ بھارت) کا خواب ہے اور اپنے ان توسیع پسندانہ عزائم کو انڈین پارلیمنٹ کی نئی عمارت میں دیوار پر لگے نقشے کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال کو انڈیا کے اندر ضم کر کے دکھایا گیا ہے۔ گویا دونوں کے توسیع پسندانہ عزائم اور مسلم کُش پالیسیاں ظاہر و باہر ہیں۔ یہود و ہنود کے مشترکہ دشمن پاکستان کے بارے میں اسرائیل کے پہلے وزیراعظم بن گوریان نے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد کہا تھا کہ پاکستان ہی اسرائیل کا اصل اور نظریاتی حریف ہے۔ لہٰذا بھارت سے دوستی اسرائیل کے لیے ناگزیر ہے۔ اس کے بعد بھارت اور اسرائیل کے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔

آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس ابلیسی گٹھ جوڑ سے 14 صدیاں قبل ہی خبردار کر دیا گیا تھا:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾
(المائدہ:82)

(ترجمہ): ”تم لازماً پاؤ گے اہلِ ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور اُن کو جو مشرک ہیں۔“

بھارت اور اسرائیل دونوں کا نشانہ پاکستان ہے اور اس میں خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا اُن کی ترجیحِ اوّل ہے۔

ان حالات میں ہمارا حکومتِ پاکستان کو مشورہ ہے کہ وہ بھارت کے ساتھ تمام سفارتی تعلقات، تجارتی معاہدات اور ہر طرح کے روابط ختم کرنے کا اعلان کرے۔ شملہ معاہدہ اور اس جیسے تمام سیاسی سفارتی معاہدات بھارت کے منہ پر دے مارے۔ اپنی فضائی حدود اور زمینی راہداری کو بھارت کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا جائے۔ افواجِ پاکستان جن کا اصولِ عمل ہی ”ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ“ ہے، وہ جنگ کی تیاری کریں۔ مزید براں اسرائیل کی طرز پر پاکستان کے ہر شہری کو فوجی تربیت دینے کا اہتمام کیا جائے۔ امریکی مفادات سے گلوخلاصی حاصل کی جائے اور سودی قرضوں سے جان چھڑائی جائے۔ اس وقت پاکستان اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کا غیر مستقل رکن ہے، لہٰذا اس فورم کو مقبوضہ کشمیر اور مقبوضہ فلسطین کے حوالے سے بھرپور آواز اُٹھانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ مشرقِ وسطیٰ اور اس خطے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال کے پیشِ نظر پاکستان کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو قرآن و سنت کے تابع کرے اور اُن احادیثِ مبارکہ جن میں اس خطے کی مستقبل میں خصوصی اہمیت کا ذکر ہے اس کے لیے عملی تیاری کی جائے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے پاکستان کی شہ رگ پنجۂ ہنود سے آزاد ہو سکتی ہے، مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت ممکن ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنایا جائے۔ یہی وہ واحد راستہ ہے جس سے نہ صرف پاکستان کی سلامتی اور بقاء کی ضمانت مل سکتی ہے بلکہ ایک ایسا مستحکم اور مضبوط پاکستان وجود میں آ سکتا ہے جو مستقبل میں معرکہ حق و باطل میں خراسان کے اُس لشکر کا حصہ بنے گا جو حضرت مہدی کی بھی نصرت کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی فوج کا حصہ بن کر یروشلم میں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑے گا۔ پھر نہ کشمیر مقبوضہ رہے گا اور نہ فلسطین۔ ان شاء اللہ!

اُخروی کامیابی کے لیے مطلوبہ صفات

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 24 جنوری 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

قرآن حکیم میں جا بجا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صفات کا ذکر فرماتا ہے اور اُن بُرے اعمال کا ذکر بھی فرماتا ہے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ دین کا یہ پورا تصور ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ ہمارے علم میں ہونا چاہیے کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ بسا اوقات انسان کوئی ایک نیک کام کرکے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اب جنت پکی ہو گئی۔ اگر اس نکتے کو بنیاد بنایا جائے تو پھر حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ”جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا پھر وہ اسی پر فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ تو کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بس ایک دفعہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو گئے، کلمہ پڑھ لیا تو بات ختم ہو گئی۔ یقیناً اس کا یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ صرف زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دل میں یقین بھی ہو اور ایمان کے تقاضوں پر عمل بھی ہو۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں خسارے سے بچنے کے لیے جامع تصور آیا ہے۔ قرآن و حدیث میں دین کا جو جامع تصور پیش ہوا ہے، اُس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان دین کے علم میں آگے بڑھے اور مزید سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ رزقِ حلال کمانا بھی تو فرض ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رزقِ حلال کمانا فرض ہے مگر اس سے پہلے دیگر فرائض بھی ہیں۔ اُن کا علم ہونا اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ نمازی جنت میں جائے گا۔ لیکن احادیث میں یہ بھی تو ہے کہ سود خور، یتیم کا مال کھانے والا، زانی اور مشرک جہنم میں جائیں گے۔ لہٰذا دین کا اتنا علم انسان کو ضرور ہونا چاہیے کہ حقوق و فرائض واضح ہو جائیں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرہ: 208) ”اے اہلِ ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس مکمل ضابطہ کو جو اختیار کرے گا، وہی کامیاب ہے۔ ایک مشہور حدیث ہمیں بچپن سے یاد ہے (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) یعنی نیکیوں کی قبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اعمال تین قسم کے ہیں۔ (1) ایک دل سے کیے جانے والے اعمال، (2) زبان سے کیے جانے والے اعمال اور (3) پورے وجود سے کیے جانے والے اعمال۔ نیت دل کا عمل ہے جو ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ تقویٰ، اللہ کی محبت، آخرت کی فکر، اللہ سے اُمید اور توکل، شکر، صبر کی کیفیت سمیت بہت سی اچھی صفات اور اعمال دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ باطن کے ان اعمال کا بھی دین میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اسی طرح حسد، بغض، تکبر، دنیا کی محبت، لالچ، گھمنڈ جیسے بد اعمال بھی دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾﴾ (آیات: 55،56) ”کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اور بیٹوں سے مدد دیے جا رہے ہیں، تو ہم ان کی بھلائی کے لیے کوشاں ہیں؟ (ایسا ہرگز نہیں!) لیکن یہ لوگ جانتے نہیں۔“

یہاں کفار کا تذکرہ ہے۔ وہ مال و دولت کو معیار سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ یہ تصور رکھتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے ہیں اسی لیے اللہ ہمیں نواز رہا ہے ورنہ اگر ہم بُرے ہوتے تو یہ مال و اقتدار، جاہ و جلال ہمیں کیوں ملتا؟ اس فلسفے کی بنیاد پر اُن لوگوں کو وہ حقیر جانتے ہیں جو اللہ کو ماننے والے ہیں مگر ظاہری اسباب کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ کفار سمجھتے ہیں کہ یہ بُرے لوگ ہیں، اسی لیے اللہ نے ان کو کسمپرسی کی زندگی میں رکھا ہے۔ سورۃ الکہف میں بھی دو باغوں والے شخص کا ذکر ہے جس کو اللہ نے پھل، کھیتیاں اور نہریں عطا کی تھیں۔ وہ گھمنڈ میں دوسرے شخص (جو مالی لحاظ سے کمزور تھا لیکن دل میں اللہ پر ایمان رکھتا تھا) سے کہنے لگا میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں، میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوں گے اور نہ ہی کبھی قیامت آئے گی، البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹایا بھی گیا تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا۔ اللہ نے اس کے باغوں کو ہی غارت کر دیا اور پھر وہ افسوس کرنے لگا کہ کاش میں رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ اگر اس فلسفے کو مان لیا جائے کہ مال و اقتدار ہی کامیابی کا معیار ہیں تو فرعون، نمرود، قارون، ابوجہل اور ابولہب۔ اللہ کے مقرب لوگوں میں شمار ہوں گے جبکہ انبیاء میں سے بعض جو بہت ہی سادہ زندگی گزار کر گئے اور بعض اوقات فاقوں تک بھی نوبت پہنچی تو معاذ اللہ اُن کا شمار پھر کہاں ہوگا؟ لہٰذا مال و دولت، کرسی و اقتدار حقیقی کامیابی کا اصل معیار ہرگز نہیں ہیں بلکہ دل میں ایمان اور تقویٰ اصل معیار ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اہلِ ایمان میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے خوب مال و دولت اور اقتدار سے بھی نوازا ہو۔ جیسا کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام، ذوالقرنین، طالوت، صدیق اکبر و عثمان غنی رضی اللہ عنہم۔ اس کی نفی نہیں کہ ایمان والے مالدار نہیں ہو سکتے البتہ یہ خناس کہ مال کی بنیاد پر ہی کسی کی حیثیت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نفی فرماتا ہے۔ اس کے برعکس سورۃ المومنون کی اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ اُس کے پسندیدہ بندے کون سے ہیں اور اُن کی صفات کیا ہیں؟ اس سورۃ کے آغاز میں ایمان والوں کی ان صفات کا ذکر ہے جو ظاہر میں دکھائی دیتی ہیں، البتہ جن آیات کا اس وقت ہم مطالعہ کر رہے ہیں، ان میں کچھ باطنی کیفیات کا تذکرہ بھی سامنے آ رہا ہے جو کہ بہت اہم ہیں۔

فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴾ (المومنون) "یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔"

خشیت اور خوف میں ایک بنیادی فرق بھی ہے جو کہ ذہن میں رہنا چاہیے۔ انسان نے شیر کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا، اچانک کوئی حادثہ رونما ہو گیا یا کوئی آفت ٹوٹ پڑی تو اس وقت انسان پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کو خوف کہا جاتا ہے۔ جبکہ خشیت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، طاقت اور عظیم قدرت کا احساس دل میں ہو اور اس وجہ سے بندہ اس کی ناراضگی سے ڈرے تو یہ خشیت ہے۔ یہ کیفیت بندے کو گناہوں سے روکتی ہے مگر آج اس کی بہت کمی ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں تین غار والوں کا واقعہ بیان ہوا ہے جو غار کے اندر بند ہو گئے تھے تو وہ اپنے نیک اعمال کو یاد کر کے دعا کرنے لگے۔ ان میں ایک شخص وہ بھی تھا جس کو کبھی تنہائی میں یہ موقع حاصل ہو گیا تھا کہ خوبصورت عورت کے ساتھ گناہ کرے مگر وہ اللہ کے خوف سے باز رہا۔ اس واقعہ کو یاد کر کے اُس نے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص کے عمل کی برکتیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں بیان ہے کہ سات قسم کے افراد قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ ان میں سے ایک وہ بھی ہوگا جس کی آنکھوں سے اللہ کی خشیت کی وجہ سے آنسو جاری ہو جائیں۔ حدیث میں ہے کہ جس رات حضور ﷺ پر سورہ آل عمران کی آخری آیات نازل ہوئیں، اُس رات آپ ﷺ ساری رات روتے رہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ شکر کے آنسو تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بڑا تحفہ عنایت فرمایا۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے جو آنسو جاری ہو جائیں وہ بھی خشیت کی علامت ہیں۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ ایک روز رسول ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ ؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں روتی ہیں؟ فرمایا: مجھے جہنم کی آگ کے خوف نے رلایا ہے۔ یہ خشیت کی علامت ہے۔ آپ ﷺ کے گھر میں کئی کئی ہفتوں تک چولہا نہیں جلتا تھا، فقر اور فاقے کی صورتحال رہتی مگر کبھی اس وجہ سے رونا نہیں آیا۔ لیکن اللہ کی خشیت کی وجہ سے رونا آتا تھا۔ حالانکہ کائنات میں سب سے نیک اور متقی گھرانہ تھا۔ ذرا سوچیے ہمارے لیے خشیت کی کس قدر ضرورت اور اہمیت ہوگی۔ لہٰذا حقیقی معنوں میں کامیاب مسلمان وہ ہے جس کے باطن میں خشیت کی کیفیت ہو، اس وجہ سے اللہ کی رضا کی فکر ہو اور اسی نیت سے اُس کے اعمال ہوں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے:

"جو اللہ پاک کے لیے محبت کرے، اور اللہ پاک کے لیے دشمنی رکھے، اور اللہ پاک کے لیے عطا کرے اور اللہ پاک کے لیے روکے تو اُس شخص نے اپنا ایمان مکمل کیا۔"

آگے فرمایا:

﴿ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴾ "اور وہ جو اپنے رب کی آیات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے بھی ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں فرمایا:

"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر، اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔" (آیت:136)

ایمان لانے کا تقاضا کافروں سے تو ہے مگر اہل ایمان سے ایمان لانے کا تقاضا کیوں ہے؟ اس لیے کہ محض زبان سے دعویٰ نہ ہو بلکہ دل سے بھی ایمان لاؤ۔ جب دل میں ایمان ہوگا تو پھر اعمال میں سدھار آئے گا۔ زندگی میں نکھار آئے گا۔ آج ہمیں دنیا کے حصول کی اتنی فکر ہے کہ دن رات اس کے حصول کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، بچوں کو دن رات محنت کروا رہے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر کامیاب انسان بنیں اور دنیوی زندگی میں تبدیلی آئے۔ کیا ہم آخرت کی دائمی زندگی کے لیے بھی فکر مند ہیں؟ دنیا کے حصول کے لیے دنیا بھر کی تعلیم ہم بچوں کو دے رہے ہیں اور اس کے لیے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، کیا انہیں قرآن کی تعلیم دینے کے بارے میں بھی سوچا ہے؟۔ دوسری جگہ فرمایا:

"حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔" (الانفال:2)

اللہ کا کلام تو ایسی چیز ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہو تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا:

"اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔" (الحشر:21)

کیا آج ہمارے دلوں پر قرآن کا اثر ہوتا ہے؟ آیات سن کر کبھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں؟ دنیا کی عارضی کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے ہم کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، اللہ کی جنت اتنی سستی نہیں ہے کہ مفت میں مل جائے۔ یہاں حقیقی طور پر کامیاب اہل ایمان کی باطنی صفات بیان ہو رہی ہیں کہ وہ خشیت کی کیفیت میں لرزاں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں کچھ نشانیاں بھی شامل ہیں جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴾ (الذاریات) "اور تمہاری اپنی جانوں میں بھی (نشانیاں ہیں)۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟"

انسان اپنے وجود پر غور کرے تو اُسے اندازہ ہو جائے گا کہ اُس کو بنانے والی کوئی عظیم ذات ہے اور اس کی عظمت کا احساس دل میں پیدا ہوگا۔ اسی طرح زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ فرمایا:

"یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔" (آل عمران:190)

ان پر غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا احساس ہوگا۔ چنانچہ حقیقی کامیاب لوگوں کی تیسری باطنی صفت یہ بیان ہوئی کہ:

﴿ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ﴾ "اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔"

حقیقی کامیابی کے لیے دل میں اللہ کی خشیت اور یقین والا ایمان کا ہونا جتنا ضروری ہے، اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ہرگز نہ ٹھہرایا جائے۔ یہ تقاضا اہل ایمان سے بھی ہے کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جو کسی سے بھی سرزد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾ (یوسف) "اور ان میں اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس طرح کہ (کسی نہ کسی نوع کا) شرک بھی کرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے دکھاوے کی نماز ادا کی وہ شرک کر چکا، جس نے دکھاوے کا صدقہ دیا، وہ شرک کر چکا، جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا، وہ شرک کر چکا۔"

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "اس دکھاوے اور ریاکاری کے شرک کو پہچاننا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اندھیری رات میں کالی چٹان پر کالی چیونٹی کو پہچاننا مشکل ہے۔"

اس سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ، وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ، وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ، وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ، فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ)) (کنز العمال) "اے اللہ! میرے دل کو نفاق، میرے عمل کو ریا و نمود، میری زبان کو جھوٹ اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما! بے شک تو آنکھوں کی

خیانت اور دل میں چھپے خیالات کو جانتا ہے۔''

آج میڈیا کا دور ہے، کتنی مرتبہ ہم سب کے لیے بھی آزمائش کا معاملہ آتا ہے۔ میرے کتنے ویوز ہوگئے، کتنے لائکس ہو گئے؟ اگر یہ میری چاہت ہے تو اس کا مطلب ہے کہ بیڑا غرق ہوگیا کیونکہ یہی تو دکھاوا اور ریاکاری ہے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل تو یہ تھا کہ ایک جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو پچھاڑا اور اُسے قتل کرنے کے لیے اُس کے سینے پر سوار ہوئے، اس اثنا میں اُس نے اُن پر تھوک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ کہہ کر چھوڑ دیا: میں تجھے اللہ کی خاطر قتل کر رہا تھا مگر تمہاری اس حرکت کی وجہ سے انتقام کے جذبات بھی شامل ہو گئے ہیں، لہٰذا اب تجھے قتل کرنا خالص اللہ کے لیے نہ رہے گا۔ اس لیے تجھے چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ سمجھ اور حکمت ہمیں بھی عطا فرمائے۔ حدیث میں ہے کہ ایک ہاتھ سے صدقہ دو تو دوسرے کو پتہ نہ چلے۔ بخاری شریف میں ایک بڑے عالم، ایک سخی اور ایک شہید کے حوالے سے مشہور حدیث بھی سب نے سُن رکھی ہے جن میں سے ایک نے علم پھیلایا، دوسرے نے سخاوت کی اور تیسرے نے لڑتے ہوئے جان دے دی مگر اُن کے اس عمل میں ریاکاری شامل تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کے نچلے گڑھے میں پھینکوا دے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ (المومنون:60) ''اور وہ جو دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں) تو جو کچھ دیتے ہیں اس طرح دیتے ہیں کہ اُن کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'

یہاں يُؤْتُوْنَ کا لفظ صرف مال خرچ کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ عمل کرنے کے معنی میں بھی ہے۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ڈرنے والے کون ہیں؟ وہ جو شراب پیتے، بدکاری کرتے اور چوریاں کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ٹھہریں۔''

کافر اور منافق گناہ کرکے بھی مطمئن بیٹھا رہتا ہے اور مومن نیکیاں کرکے بھی ڈرتا رہتا ہے۔ اسلام اس حوالے سے باقاعدہ مومنین کی ذہن سازی کرتا ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے کے بعد مطمئن نہ ہو جائیں اور نہ ہی گھمنڈ میں مبتلا ہوں بلکہ اللہ سے استغفار کرتے رہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد استغفار کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ لرزاں رہتے تھے کہ روزِ محشر اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کیسے دیں گے۔ ہم جیسے عام مسلمانوں کو کتنا ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے اور خشیت کی صفت عطا فرمائے۔ حدیث میں ہے کہ: ((الایمان بین الخوف والرجا)) ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کی اُمید بھی رکھنی ہے اور اللہ کی پکڑ کا خوف بھی دل میں رکھنا ہے مگر اپنے اعمال پر تکیہ نہیں کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث موجود ہے: تم میں سے کوئی اپنے عمل کی بنیاد پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی؟ فرمایا: ہاں میں بھی، جب تک کہ اللہ کی رحمت شاملِ حال نہ ہو۔ باقی کسی کی کیا اوقات ہے۔ آخر میں ان نیک لوگوں کی ایک اور صفت بیان ہو رہی جو آخرت میں کامیاب ہوں گے:

﴿اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝﴾ (المومنون) ''یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں کوشاں ہیں اور ان کے لیے سبقت کرنے والے ہیں۔''

آج دنیا میں دنیوی مال و اسباب کی دوڑ لگی ہے۔ شروع سے ہی ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے بچے اچھے سکولوں میں پڑھیں، پھر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور پھر مقابلے کے امتحان میں پاس ہوکر اعلیٰ سے اعلیٰ پوسٹوں پر جائیں۔ اسی طرح ہر سیکٹر میں اور ہر شعبہ میں دوڑ لگی ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، بلکہ اکثر تو دوسروں کو کہنیاں مار کر آگے نکلنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ مگر جس کے لیے یہ ساری بھاگ دوڑ ہے وہ دنیوی مال و اسباب، عہدے اور رُتبے سب کچھ ادھر ہی رہ جائیں گے۔ آگے کیا جائے گا؟ صرف اخلاص والے نیک اعمال۔ لہٰذا قرآن کہتا ہے کہ آخرت میں جو لوگ کامیاب ہوں گے، وہ دنیا میں نیک اعمال میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی دوڑ اس میدان میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان صفات کا حامل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

پریس ریلیز 31 جنوری 2025ء

معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے اراکینِ پارلیمان کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

معاشی دلدل میں پھنسے پاکستان کے اراکینِ پارلیمان کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طرف پاکستان کے عوام غربت کی چکی میں بُری طرح پس رہے ہیں اور انہیں مختلف قسم کے ٹیکسوں کے ذریعے مہنگائی کے پہاڑ تلے دبا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف اشرافیہ کے اللّلے تللّلے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ گزشتہ سال کے آخر میں پنجاب اسمبلی نے اپنی ہی تنخواہوں اور مراعات میں اوسطاً 526 فیصد اضافہ کا بل منظور کرکے بے حمیتی کی انتہا کر دی تھی۔ پھر یہ کہ وہ ایف بی آر جس کے چیئرمین کے اپنے بیان کے مطابق محکمہ میں سالانہ 700 ارب روپے کی کرپشن ہوتی ہے اُس نے 1000 نئی گاڑیاں خریدنے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ سب اُس ملک میں ہو رہا ہے جس کے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ سمیت اعلیٰ سول و عسکری قیادت سودی قرضہ دینے والے مختلف اداروں اور دیگر ممالک میں کشکول اُٹھاتے پھرتے ہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق مملکتِ خداداد پاکستان اس وقت 73.3 کھرب روپے کا مقروض ہے۔ گویا ہر اہم معاشی اشاریہ میں گراوٹ دکھائی دیتی ہے اور جن معاشی اشاریوں میں کچھ بہتری نظر آئی ہے اُس کا فائدہ بھی اُسی مراعات یافتہ طبقہ کو حاصل ہو رہا ہے جو گزشتہ 77 برس سے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ المیہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد ملک وقوم کی اسلامی اساس کو بنیاد بنانے کی بجائے ملک کی اشرافیہ نے لوٹ مار، کرپشن اور اقربا پروری کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ پھر یہ کہ ملک کے معاشی نظام کی بنیاد سودی قرضہ پر رکھی گئی جس کا خمیازہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ جب ہم سودی معیشت کو جاری رکھ کر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حالتِ جنگ میں رہیں گے تو ملک کی معیشت کیسے سدھر سکے گی۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ فرسودہ نظام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے۔ جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ظالمانہ نظام کے ساتھ ساتھ سود، کرپشن اور اقربا پروری کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان میں اسلام کا معاشی نظام قائم اور نافذ ہوگا تو عوام کے بنیادی معاشی مسائل بھی حل ہوں گے اور مسلمانانِ پاکستان کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اسلام نے چودہ سو سال پہلے نہ صرف عورت کی تعلیم کو لازم قرار دیا بلکہ اس کے شرعی اصول بھی متعین کر دیئے: رضاء الحق

غزہ کے مسلمان بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں سب مجاہد ہیں جنہوں نے دنیا بھر کی طاقتوں اور ان کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا: پروفیسر یوسف عرفان

”ٹرمپ، افغانستان اور مقبوضہ کشمیر“ کے موضوعات پر پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: حال ہی میں عالمی فوجداری عدالت (ICC) کے پراسیکیوٹر کریم خان (قادیانی) نے افغانستان کے امیر ہیبت اللہ اخوندزادہ اور امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس عبدالحکیم حقانی کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کی درخواست دی ہے اور الزام یہ لگایا ہے کہ موجودہ افغان حکومت لڑکیوں، خواتین اور LGBTQ کا استحصال کر رہی ہے۔ آپ کے نزدیک ان الزامات کی حقیقت کیا ہے؟

رضاء الحق: انٹرنیشنل کریمنل کورٹ روم سٹیچوٹ کے تحت معرض وجود میں آئی تھی اور اُس وقت سے لے کر اب تک اس کے پراسیکیوٹرز نے مختلف ممالک کے صدور اور اعلیٰ عہدیداران کے خلاف وارنٹ گرفتاری حاصل کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔ ماضی قریب میں روسی صدر پیوٹن کے خلاف بھی گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا گیا لیکن اس کو کسی نے گرفتار نہیں کیا۔ اسی طرح حالیہ غزہ جنگ کے دوران اسرائیلی صدر نیتن یاہو اور وزیر دفاع یو وگیلنٹ کے خلاف اسی عدالت نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے لیکن کچھ نہیں ہوا۔ پھر القسام بریگیڈ کے سربراہ محمد الضیف کے خلاف بھی اسی عدالت نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے۔ اسی طرح کا معاملہ افغانستان کا بھی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت نیشن سٹیٹ کا جو تصور دنیا میں رائج ہو رہا ہے اس کے مطابق افغانستان کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے قومی مفاد میں جو چاہے قوانین بنائے۔ جیسے اس وقت امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ نے نیشن سٹیٹ کے تصور کے تحت ہی ایک دن میں 160 ایگزیکٹو آرڈرز جاری کیے ہیں۔ ان میں یہ بھی شامل ہے کہ امریکہ سے غیر قانونی تارکین وطن کو نکال دیا جائے گا۔ اسی طرح LGBTQ پر ایک طرح کی پابندی لگا دی گئی ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ کے مفاد کے لیے ہی کیا گیا۔ اسی طرح افغانستان کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے قومی مفاد میں قوانین بنائے۔ افغان طالبان جس نظریہ کی خاطر 20 سال سے جنگ لڑ رہے تھے 15 اگست 2021ء کو اقتدار سنبھالنے کے بعد انہوں نے اس نظریہ کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ پرائمری تک تو بچیوں کی تعلیم وہاں پر جاری ہے۔ سیکنڈری تعلیم کو انہوں نے اس لیے روکا ہوا ہے کہ جب تک ان کے نظریہ کے مطابق بچیوں کی علیحدہ تعلیم کا مکمل انفراسٹرکچر تیار نہیں ہوتا وہ مخلوط ماحول میں لڑکوں اور لڑکیوں کو نہیں بٹھا سکتے۔ پھر یہ کہ ساڑھے نو ارب ڈالر امریکہ ان کے غصب کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ جیسے جیسے ان کے پاس وسائل ہوں گے وہ بچیوں کی تعلیم کو آگے بڑھاتے جائیں گے۔ افغان انتظامیہ نے حال ہی میں ایک فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کی یونیورسٹیوں میں 5000 افغان خواتین تعلیم حاصل کریں گیا اور ان کے لیے محرم کو ساتھ لانا اولین شرط ہوگی۔ معلوم ہوا کہ وہ بچیوں کی تعلیم کے مخالف ہرگز نہیں ہیں۔ جہاں تک LGBTQ کا تعلق ہے تو اس پر امریکہ میں اگر پابندی لگ چکی ہے تو ایک اسلامی ملک پر تو اس کو تھوپا ہی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا کریم خان قادیانی جو مرضی کہتا رہے اس کی بات کوئی نہیں سنے گا، اس کو تو ایک عالمی استعماری ٹول کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اگرچہ 15 اگست 2021ء کو قائم ہونے والی امارت اسلامیہ افغانستان کو دنیا کے کسی بھی ملک نے باقاعدہ تسلیم نہیں کیا لیکن 2003ء میں حامد کرزئی کے دورِ حکومت میں افغانستان نے Rome Statue کو تسلیم کر لیا تھا، جس کے تحت ہی ICC معرض وجود میں آئی تھی۔ کیا ICC افغانستان کے اعلیٰ عہدیداران کے خلاف عملی کارروائی کر سکتی ہے؟

پروفیسر یوسف عرفان: کریم خان، مرزا طاہر کا داماد بھی ہے۔ پھر یہ کہ ہمارے ملک میں بھی ہیومن رائٹس کی جو آرگنائزیشنز ہیں، ان میں زیادہ تر ملحد، مرتد اور اسلام بے زار قسم کے لوگ شامل ہیں۔ ہمیں اُن کا بیک گراؤنڈ جاننا چاہیے۔ ICC نے پیوٹن اور نیتن یاہو کے خلاف بھی وارنٹ جاری کیے اور ٹرمپ کے خلاف بھی اُن کا کہنا ہے کہ وہ کچھ غلط کر رہا ہے لیکن وہ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے حماس کے رہنما کے خلاف بھی وارنٹ جاری کیے ہیں اور اُن پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں خواتین کا ریپ بھی شامل ہے۔ حالانکہ حماس کی قید سے آزاد ہو کر آنے والی اسرائیلی خواتین نے حماس کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر ان کی بہت تعریف کی ہے اور ایک نے تو واپس اسرائیل جانے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ یہ بالکل وہی صورتحال ہے جب ملا عمرؒ کے دور میں یورپی شہری افغانستان سے رہا ہو کر آئے تھے تو اُن سے کہا جا رہا تھا اب آپ حیوانستان سے نکل آئے ہیں، اب خواتین پردہ اُتار دیں اور مرد داڑھیاں منڈوا دیں۔ انہوں نے کہا ہم سے زبردستی داڑھیاں نہیں رکھوائی گئیں بلکہ ہم نے خود رکھی ہیں، خواتین نے کہا ہم سے زبردستی پردہ نہیں کروایا گیا بلکہ ہم نے خود کیا ہے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ ان میں سے بعض نے اسلام بھی قبول کر لیا۔ اس کے برعکس ڈاکٹر خالدہ کو اسرائیل نے قید کیا تو وہ 60 سال کی تھیں اور جب رہا ہوئی ہیں تو 90 سال کی لگ رہی تھیں۔ یہ فرق ہے

اسرائیل کا رویہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

﴿اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا ۝﴾ (الفرقان) ”یہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی مانند بلکہ ان سے بڑھ کر بھٹکے ہوئے ہیں۔“

اسرائیل محض ایک چھوٹا سا ملک نہیں ہے بلکہ انہوں نے عالمی اداروں کی صورت میں اپنا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ آئی ایم ایف، عالمی عدالتیں، سلامتی کونسل وغیرہ سب ان کے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہیبت اللہ اخوندزادہ اور عبدالحکیم حقانی کے خلاف جو وارنٹ حاصل کرنے کی درخواست دی گئی ہے، ان کی کوشش بھی ہوگی کہ اس پر عمل ہو۔ ٹرمپ نے بھی بیان دیا ہے کہ وہ افغانستان میں موجود اپنا اسلحہ بھی واپس لے گا، اگر افغانستان اسے واپس نہیں کرے گا تو زبردستی لیا جائے گا۔ انہوں نے امداد بھی بند کر دی ہے۔ پھر یہ کہ 15 اگست 2021ء کو افغان طالبان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جو امریکہ نواز افغان شہری نکل کر پاکستان میں آئے اُن کو بھی ٹرمپ انتظامیہ نے اپنانے سے انکار کر دیا ہے اور 25 ہزار کے قریب جو امریکہ میں گئے تھے ان کو بھی شہریت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ سب وہ لوگ تھے جو حامد کرزئی اور اشرف غنی دور میں امریکی نیٹ ورک کے لیے کام کرتے تھے۔ ٹرمپ نے کہا اگر پاکستان غیر قانونی افغان شہریوں کو نکال سکتا ہے تو ہم کیوں پالیں؟

سوال: اسلام آباد میں منعقد ہونے والی لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے کانفرنس میں ملالہ یوسف زئی نے بھی خطاب کیا اور امارتِ اسلامیہ افغانستان پر الزامات کی بوچھاڑ کی کہ وہاں لڑکیوں کو تعلیم سے روکا جا رہا ہے۔ کیا ICC بھی اقوام متحدہ کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا ہی ایک ٹول ہے؟

رضاء الحق: یہ سارے واقعات محض اتفاقیہ نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں اور ایک ہی ایجنڈے کے تحت رونما ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے اقوام متحدہ کے تحت 1979ء میں CEDAW کے نام سے کانفرنس منعقد کی گئی اور پاکستان سمیت بہت سے مسلم ممالک نے بھی اس کے اعلامیہ پر سائن کیے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ حیرت انگیز طور پر امریکہ نے اس پر سائن نہیں کیے۔ پھر 1985ء میں نیروبی کانفرنس اسی ایجنڈے پر منعقد کی گئی کہ خواتین کو گھروں سے نکال کر کس طرح سڑکوں پر لانا ہے اور کس طرح تشہیر کا ٹول بنانا ہے۔ اس کے بعد 1994ء میں قاہرہ کانفرنس ہوئی، 1995ء میں بیجنگ کانفرنس منعقد ہوئی۔ ان سب کا یہی ایجنڈا تھا۔ پھر 2000ء میں بیجنگ پلس فائیو کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں LGBTQ کو بھی شامل کیا گیا کہ اگر کوئی مرد عورت بننا چاہتا ہے تو اس کو عورت کے حقوق دیے جائیں اور کوئی عورت مرد بننا چاہتی ہے تو اس کو مرد کے حقوق دیئے جائیں۔ اس میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر بیوی کی مرضی کے بغیر شوہر اس سے ازواجی تعلق قائم کرتا ہے تو وہ ریپ شمار ہوگا اور اگر عورت مرضی سے زنا بھی کرتی ہے تو وہ جرم شمار نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ

> **جو مسلم ممالک IMF کے شکنجے میں یا امریکہ کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں وہاں سوشل انجینئرنگ کا پروگرام بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے جو کہ معاشرتی تباہی کی علامت ہے۔**

طوائفوں کو مزدوروں کے حقوق دیئے جائیں۔ پھر اسی ایجنڈے پر 2007ء میں جو یوگیا کارٹا کانفرنس منعقد ہوئی اس میں عاصمہ جہانگیر نے بھی شرکت کی۔ 2017ء میں بھی اسی طرح کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس شیطانی ایجنڈے کو نافذ کرنے کے لیے عالمی ادارے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ کہیں براہ راست حملہ کر کے اور قبضہ کر کے یہ ایجنڈا نافذ کرتے ہیں، کہیں سودی قرضوں میں جکڑ کر اپنی شرائط اور پالیسیاں منواتے ہیں اور کہیں ICC جیسے اداروں اور +GSP جیسے اقتصادی معاہدوں کے ذریعے بازو مروڑا جاتا ہے۔ اب امارتِ اسلامیہ افغانستان کے خلاف ICC کو ٹول کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا امارتِ اسلامیہ افغانستان کی پالیسی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ امریکہ، برطانیہ، روس سمیت بڑی طاقتیں افغانستان میں جنگیں لڑ کر بھی دیکھ چکی ہیں، اب یہ حربے بھی ناکام ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔ جبکہ باقی مسلم ممالک جو IMF کے شکنجے میں یا امریکہ کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں، وہاں سوشل انجینئرنگ پروگرام بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ جہاں تک عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے تو اس کی اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اجازت دی ہوئی ہے مگر اس کے لیے شرعی تقاضے بھی ہیں جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔

سوال: نومنتخب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان کیا ہے کہ غزہ کے 15 لاکھ شہریوں کو اُردن اور مصر میں عارضی یا مستقل طور پر منتقل کیا جائے گا تاکہ غزہ کی تعمیر نو کی جا سکے۔ اس قدم سے امریکہ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟

پروفیسر یوسف عرفان: مسئلہ یہ ہے کہ اتنا عرصہ جنگ مسلط کرنے کے باوجود بھی وہ جنگ جیت نہیں سکے بلکہ اُلٹا دنیا میں بدنام بھی ہوئے، مالی حالت بھی بگڑ گئی، اسرائیل کے اندر بھی نیتن یاہو کے خلاف بغاوت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اب ان کی پالیسی ہے کہ جنگ کے بغیر ہی اہل غزہ کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ لیکن حماس نے پہلے ہی اس کی مخالفت کر دی ہے اور اہل غزہ نے بھی اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ اپنی طرف سے انہوں نے چال چلی ہے کیونکہ جب تک فلسطین اور لبنان پر اسرائیل کا قبضہ نہیں ہو جاتا ہے اسرائیل اور امریکہ کی طاقت ناکام رہتی ہے۔ اس خواب کو پورا کرنے کے لیے ہی انہوں نے سارے جال پھیلائے تھے، دوحہ میں امریکی فورسز ہیں، مصر کا سیسی اُن کا اپنا ہے، اس کی والدہ صہیونی ہے اور اس کا ماموں اسرائیلی پارلیمنٹ کا رکن رہ چکا ہے، اردن کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھوں میں ہے، سعودی حکمرانوں کا جھکاؤ بھی اسرائیل کی طرف بڑھ رہا ہے مگر آفرین ہے اہل غزہ کے مسلمان بچوں، عورتوں اور مردوں پر کہ وہ اسلام کے سچے مجاہد ہیں جنہوں نے پوری دنیا کی طاقتوں اور ان کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ ان کی اس استقامت کی وجہ سے شام اور عراق میں بھی نیا جذبہ اُبھرا ہے اور اب شام کی سرحدیں کھل جانے سے مسلمانوں کی طاقت مزید بڑھے گی۔ اسرائیل تو حماس کی سرنگیں نہیں ڈھونڈ سکا تو وہ سارے خطے کے ان مجاہدین سے کیسے لڑے گا۔ ڈیڑھ سال بعد اسرائیل میں الیکشن ہونے والے ہیں نیتن یاہو اپنی ساکھ بچانے کے لیے کوئی نہ کوئی چال چلے گا مگر ان کی ہر چال ناکام ہوگی اور اللہ تعالیٰ غزہ کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرے گا۔ ان شاء اللہ

سوال: حماس نے امریکی صدر کے منصوبے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ غزہ پر قبضہ کی ایک اور اسرائیلی سازش ہے۔ اس صورتحال میں کیا حماس اسرائیل جنگ بندی معاہدہ خطرے میں نہیں پڑ جائے گا؟

رضاء الحق: ٹرمپ خود اس بات کا اقرار کر چکا ہے کہ یہ معاہدہ چلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے پہلی اور سب سے بڑی وجہ خود اسرائیل

ہے جو گریٹر اسرائیل کا خواب دیکھ رہا ہے اور اس کے لیے اُس نے اپنی سرحدوں کو پھیلانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب بھی دیکھ رہا ہے۔ امریکی انتظامیہ بھی اس کی مٹھی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے اُسے 2000 بم فراہم کیے ہیں۔ اگر جنگ بندی مطلوب ہے تو پھر یہ بم کس لیے فراہم کیے گئے؟ اپنے پہلے دور میں بھی ٹرمپ نے اسرائیل کے لیے بڑا کردار ادا کیا تھا خاص طور پر تل ابیب سے اسرائیلی دارالحکومت یروشلم منتقل کیا گیا۔ ابراہم اکارڈز کی آڑ میں متحدہ عرب امارات، عمان، قطر اور شمالی افریقہ کے مسلم ممالک سمیت بہت سے ملکوں کو اسرائیل کو تسلیم کرنے پر مجبور کیا گیا۔ سعودی عرب سے بھی تعلقات بڑھائے گئے۔ پھر ڈیل آف سینچری کے عنوان سے ایک سازش رچائی گئی۔ ان تمام منصوبوں میں ٹرمپ کا یہودی داماد جیرڈ کشنر اس کے ساتھ تھا۔ دراصل یہ جنگ بندی ایک دھوکہ ہے۔ اب اسرائیل مغربی کنارہ پر مسلمانوں کو شہید کر رہا ہے۔ وہاں شہادتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، گرفتاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ وہاں 60 کے قریب ایسے صہیونی تھے جن کو جو بائیڈن انتظامیہ نے دہشت گرد قرار دیا ہوا تھا، ٹرمپ نے آتے ہی ایک آرڈر کے تحت ان کو اس فہرست سے نکال دیا۔ یعنی اب ان کو مکمل آزادی ہوگی کہ وہ مسلمانوں کا قتل عام کریں۔ ایسی صورتحال میں یہ جنگ بندی زیادہ دیر نہیں چلے گی اور حماس کو بھی اس بات کا علم ہے۔ وہ بھی تیار ہیں ان شاء اللہ۔

سوال: پاکستان میں ہر سال 5 فروری کا دن یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا جاتا ہے مگر زمینی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اسرائیل غزہ میں مسلمانوں کی نسل کشی بھی کر رہا ہے اور ان کو وہاں سے نکالنا بھی چاہتا ہے اسی طرح مقبوضہ کشمیر میں مودی حکومت بھی مسلمانوں کی نسل کشی کر رہی ہے اور وہاں ہندوؤں کو لا کر آباد بھی کر رہی ہے۔ یہود اور ہنود کے اس گٹھ جوڑ کے اہداف کیا ہیں اور ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

پروفیسر یوسف عرفان: اگر ہم کشمیر کی اہمیت کو مدنظر رکھیں تو کشمیر واقعی ہماری شہ رگ ہے اور اگر اسے عالمی تناظر میں دیکھیں تو اسرائیلی استعمار کا پہلا قدم تل ابیب سے شروع ہو کر کشمیر پر ختم ہوتا ہے۔ دوسری طرف کردستان میں بھی ہے اور یہ ایک نیا اسرائیل بنانے کی کوشش ہے۔ جہاں تک اسرائیل انڈیا گٹھ جوڑ کا تعلق ہے تو یہ یکجان دو قالب ہیں اور برہمن کو تو یہود کا کھویا ہوا قبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا بھارت اسرائیلی استعمار کی بیساکھی ہے۔ اسرائیلی استعمار کی کوشش ہے کہ ایک خودمختار کشمیری ریاست بنائی جائے۔ ہمارے ایک سابق کمانڈو جنرل نے اسی راستے پر چلتے ہوئے بیک ڈور ڈپلومیسی بھی اختیار کی۔ یہ الگ بات ہے کہ پاکستان خودمختار کشمیر قبول کر سکتا ہے یا نہیں۔ جس طرح افغانستان لینڈ لاک سرزمین ہے، اسی طرح کشمیر بھی لینڈ لاک خطہ ہے۔ اس کو سمندر تک راستہ چاہیے۔ اگر ہم خودمختار کشمیر قبول کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ روٹ دینا پڑے گا کیونکہ اقوام متحدہ کی

> **اگر ہم کشمیر کو عالمی تناظر میں دیکھیں تو اسرائیلی استعمار کا پہلا قدم تل ابیب سے شروع ہو کر کشمیر پر ختم ہوتا ہے۔ لہٰذا خودمختار کشمیر استعماری قوتوں کا مرکز ہوگا۔**

بات ہمیں ماننا پڑے گی۔ سی پیک کا روڈ گلگت سے ہوتا ہوا گوادر تک جاتا ہے۔ خودمختار کشمیر کی صورت میں آپ کو گلگت بھی چھوڑنا پڑے گا، بلتستان بھی چھوڑنا پڑے گا اور یہی انڈیا کا تقاضا ہے اور وہ مسلسل ہندوؤں کو لا کر بسا رہا ہے۔ اگر کشمیر خودمختار ہو جائے گا تو یہاں اسرائیل، امریکہ اور انڈیا آ کر بیٹھیں گے۔ لہٰذا پاکستان اگر خودمختار کشمیر قبول کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے اور سیز فائر معاہدہ کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے۔ لہٰذا اہل پاکستان کو اور خاص طور پر ہمارے مقتدر طبقات کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ خودمختار کشمیر ہمارے مفاد میں نہیں ہے۔ کیونکہ بین الاقوامی طاقتیں کشمیر میں آگئیں تو پورے خطے میں مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ لہٰذا پاکستان کو صرف 5 فروری منانے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کھل کر ایک موقف پر ڈٹ جانا چاہیے۔ پالیسی سازی کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں مخلوط حکومت نہ ہو۔ یہ خطرناک ہے۔ ایسی حالت میں ملالہ یوسفزئی جیسے بین الاقوامی مہرے اسلام آباد میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ہمیں گائیڈ کرتے ہیں۔ اگر مستحکم حکومت ہوگی تو اس کی پالیسی بھی مستحکم ہوگی اور وہ کھل کر مسئلہ کشمیر پر سٹینڈ لے گی۔ ورنہ ہماری گومگو پالیسی سے دشمن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سوال: ہم جس طرف بھی نظر دوڑاتے ہیں مسلمانوں پر ظلم و ستم جاری ہے۔ اُمت مسلمہ کو اس پستی کے دور سے نکالنے کے لیے ہمیں کیا عملی اقدامات کرنے چاہئیں؟

رضاء الحق: قلیل المدتی اہداف کے طور پر تمام مسلمان ممالک کو امریکہ یا کسی اور طاقت کی غلامی سے نکلنا ہوگا اور کسی ایک مشترکہ ایجنڈے پر اتفاق کرنا ہوگا۔ چاہے وہ مسجد اقصیٰ کا ایجنڈا ہو یا غزہ کا معاملہ ہو۔ اس کے بعد کم از کم نیوٹرز کا عسکری اتحاد بنانا ہوگا۔ پاکستان کو اس وقت سلامتی کونسل میں غیر مستقل ممبر کی حیثیت مل چکی ہے وہاں مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کو اٹھایا جا سکتا ہے۔ پھر یہ کہ ملائشیا، سعودی عرب سمیت دولت مند اور طاقتور ممالک کمزور مسلم ممالک کی مدد کریں۔ یہ عارضی حل ہے جبکہ مستقل اور طویل المدتی حل یہ ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے خلافت کے نظام کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دور میں یہاں سے مسلم افواج جا کر دجال کے خلاف لڑیں گی۔ اگر یہاں اسلام نافذ ہوگا تو تب ہی یہ ممکن ہوگا۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ ہے، ہم اپنی ذات پر اسلام نافذ کریں، اس کے بعد اپنے حلقہ اختیار میں اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں اور پھر معاشرے میں اسلام کے جامع تصور کی دعوت بھی دیں کہ اسلام محض نماز، روزہ، زکوٰۃ کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام اپنا سیاسی نظام بھی چاہتا ہے جو کہ 1300 سال تک قائم رہا ہے اسی میں مسلمانوں کی طاقت ہے۔ اس کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ سود اور جوئے سے پاک معاشی نظام بھی قائم کرنا ہے۔ ہمارے معاشرتی نظام کو بھی تباہ کرنے کے لیے مغربی ایجنڈہ مختلف قوانین، این جی اوز اور یونیورسٹیوں کے ذریعے مسلط کیا جا رہا ہے۔ اس فتنے کو بھی ہم نے روکنا ہے۔ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا تھا اور اسلام کی طرف لوٹنے میں ہی ہماری سلامتی ہے۔ ان ساری چیزوں کو ملا کر جب ہم مشترکہ کوشش کریں گے تو طاغوت کے راستے میں رکاوٹ بن سکیں گے۔ ان شاء اللہ ۞۞

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ پروفیسر یوسف عرفان: معروف دانشور اور ماہر تعلیم

2۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: مرکزی نائب ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

مفہوم فرمان رسول ﷺ دریا کے کنارے بھی بیٹھے ہوں تو پانی ضائع نہ کریں

رب کریم کی عظیم نعمت پانی زندگی ہے، اسے بچائیں

زیر زمین پانی کی سطح کو بلند کرنے اور سیلاب سے بچاؤ کے ممکنہ طریقے

ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی ایک وقت وضو کرنے میں 4 سے 5 لیٹر پانی استعمال کرتا ہے اور یہ پانی پاک ہوتا ہے اور ہم اپنی ناسمجھی کی بنا پر اس کو گٹر کے پانی میں ڈال کر ضائع کر رہے ہیں، اگر مساجد میں وضو اور بارش کے پانی کو جمع کر کے 150 فٹ بور/ یا 8 فٹ گولائی اور 30 فٹ گہرائی والا ہنی کومب کنواں / غرقی تیار کر کے دوبارہ زیر زمین پہنچانے کا بندوبست کر دیا جائے تو اس طرح ان گنت پانی کو دوبارہ استعمال میں لایا جا سکے گا۔ اور زیرِ زمین پانی کی سطح بلند ہو جائے گی۔ اس منصوبے کی اندازاً لاگت تقریباً دولاکھ پچھتر ہزار سے تین لاکھ روپے -/275,000 سے -/300,000 تک ہو گی۔

بیت اللہ فاؤنڈیشن کی تکنیکی معاونت کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچنے والے منصوبہ جات کی تفصیلات درج ذیل ہیں

- ★ الحمدللہ جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ سمارٹ ٹاؤن ڈیفنس روڈ لاہور تکمیل منصوبہ اکتوبر 2022، جو کہ 400 نمازیوں کیلئے ہے۔ اس میں بارش اور وضو کے پانی کو جمع کر کے دوبارہ زیرِ زمین پہنچانے کا بہترین بندوبست کیا گیا ہے۔ اس طرح زمین میں پانی کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ دور حاضر کے اس جدید طریقہ کار سے ہماری مسجد میں ان شاء اللہ سالانہ تقریباً 100,000 (ایک لاکھ) لیٹر پانی کی بچت ہو رہی ہے۔
- ★ جامع مسجد ٹریٹ کارپوریشن لاہور تکمیل منصوبہ ستمبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 500,000 (پانچ لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد تقوی پنجاب کوآپریٹو سوسائٹی غازی روڈ لاہور کینٹ تکمیل منصوبہ نومبر 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 300,000 (تین لاکھ) لیٹر
- ★ جامع مسجد مدنی ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ جولائی 2023 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 300,000 (تین لاکھ) لیٹر
- ★ مدرسہ انوار محمد حمادیہ گڈو روڈ ماہی چوک صادق آباد تکمیل منصوبہ مارچ 2024 سالانہ پانی کی بچت تقریباً 100,000 (ایک لاکھ) لیٹر

اس پیغام کو عام کیجئے　　جزاک اللہ خیرو احسن الجزاء

ان منصوبوں میں تکنیکی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے
بیتُ اللہ فاؤنڈیشن سے رابطہ کیا جا سکتا ہے

محمد عظیم صدر
0321-4630894

حافظ محمد علی ناظم مالیات
0317-3817824

مفتی عتیق الرحمن شہیدی امام مسجد
0321-5781187

مرکزی دفتر: بیتُ اللہ فاؤنڈیشن جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ، سمارٹ ٹاؤن،
نزد ای 5 بلاک، انجینیئرز ٹاؤن، سیکٹر اے، ڈیفنس روڈ لاہور

اللہ کافی ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا، بدلے گلوبل چودھری کے ساتھ ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ ٹرمپ نے آنے سے پہلے ہی گردن اکڑائے دنیا کو دھمکانے کا آغاز کر دیا تھا۔ ''مشرقِ وسطیٰ میں جہنم بھڑک اُٹھے گی۔'' مگر ساتھ ہی جہنم بھڑک تو اُٹھی مگر مدبر کائنات کی منتخب کردہ جگہ پر۔ کیلی فورنیا میں! امریکہ کا دوسرا بڑا شہر، سیاحتی مقام، امراء کی رہائش گاہیں، ہالی وڈ کا قرب، عشرت گاہوں کو غیر متوقع طور پر آگ چاٹ گئی۔ جہنم ہی کے مناظر اور سب بھسم۔ اربوں ڈالر کا نقصان جسے پورا کرتے معاشی کمر ٹوٹے گی۔ انٹرٹینمنٹ صنعت کیلی فورنیا کو 43 ارب ڈالر سالانہ دیتی تھی، اس میں خسارے کا سامنا ہے۔ ماحولیات تباہ، گاڑیوں، گھروں، فرنیچر، پینٹ، پلاسٹک، بجلی کے آلات جلنے سے دھواں سخت نقصان دہ۔ آسکر ایوارڈ اور گریمیز کی بڑی تقریبات بھی اب کھانستی، چھینکتی شاید منعقد بھی نہ ہو سکیں۔ اور اب آگ کی ہولناک صفاچٹ سیاہ زمین، تباہ حال بستیاں تو تھیں، نیا عذاب بدترین طوفانی بارش جس سے کیچڑ بھرے سیلابوں اور آگ کے مچائے کوڑا کرکٹ کے پانی میں بہاؤ سے مزید مسائل۔ سو تباہی کا پیمانہ مظہر ہے اس بات کا کہ انسانی گھمنڈ اور تکبر کی اوقات ہی کیا ہے! دنیا بھولی بیٹھی ہے مگر اللہ کی گرفت دہلا کر رکھ دیتی ہے۔ آمدِ عذاب کی منظر کشی کتنی حقیقی ہے...... (انبیاء: 12) غزہ سے زیادہ حدِ نظر تک کالی تباہ حال زمین۔ مٹی اور راکھ کے بادل، راکھ زہریلے مواد پر مبنی ہیں۔ ٹرمپ نے اس بھاری المیے کا تقریر میں ہلکا سا ذکر کیا!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو اللہ کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچان لیا تھا مگر ٹرمپ اس وقت طاقت کے خمار میں ہے۔ یہی دیکھ لیجیے کہ اُس کی صدارتی افتتاحی تقریب 40 سال میں پہلی مرتبہ شمالی منجمد ہواؤں کے دھماکہ خیز اثرات کے تحت شدید سردی کی بنا پر، اندر لے جانا پڑی۔ چنانچہ لاکھوں متوقع جیالوں کی بجائے محض چند سو خصوصی مہمان، قانون دان اور میڈیا والے آپائے۔ موسم اندر باہر کا گرمانے کو اسی لیے غیر معمولی عزائم، ارادے، دھمکیاں جاری رہیں! تکبر یوں بھی عقل کا دشمن ہے۔ چکنے گھڑے پر برف پڑی اور پھسل گئی!

دنیا اب ٹرمپ کے ہاتھوں کس رُخ جائے گی؟ اس کی ٹیم کا انتخاب، ابتدائی احکام بہت کچھ کہہ رہے ہیں! اس دور کا رئیس اعظم، قارون ای لون مسک اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ افتتاحیے میں نائب صدر نظر نہیں آ رہا تھا۔ ای لون مسک سٹیج پر تھا۔ نمایاں ترین، متنازعہ حرکت اُس کی یہ تھی کہ ہٹلر والا سلوٹ کر ڈالا۔ دایاں ہاتھ سینے پر چٹاخ دے مارا اور پھر تیزی سے ہوا میں افقی (ہتھیلی نیچے) کھڑا کیا۔ دو مرتبہ ایسا کرنا بلا سبب نہ تھا۔ فاشسٹ اٹلی اور بعد ازاں یہی علامتی سلوٹ نازی جرمنی کے انتہاپسندانہ نظریات کی علامت تھی۔ جب فوری کان کھڑے ہوئے اس غیر متوقع حرکت پر تو اسے غیر معمولی خوشی سے تعبیر کر کے جھٹک دینے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ یہ دنیا (امریکہ، یورپ بالخصوص) میں بڑھتی ہوئی سفید فام (انتہاپسند) برتری کی علامت ہے۔ نیو یارک ٹائمز (25 جنوری) کیٹرین بین ہولڈ نے لکھا ہے حوالوں کے ساتھ، کہ آج کی دنیا میں ایسے مقام پر کھڑے ہو کر قصداً علی الاعلان (یہ سلوٹ) سفید فام برتری (سے اظہارِ یک جہتی) کے سوا کچھ نہیں۔ یہ ہٹلر سلوٹ ہی ہے۔ اس تقریب میں جرمنی، اٹلی، فرانس، برطانیہ سے انتہاپسند دائیں بازو کے متعلقین (Far Right) موجود تھے۔ یہ انہیں باقوت، بااختیار بنانے کی علامت تھی۔ ای لون کے چہرے کا تاثر شدت پسندی، کروفر، فوں فاں، والا اکڑ خانی تھا۔ اسی رویے نے کھوج پر مجبور کیا کہ قضیہ کیا ہے تو دیکھا کہ مغرب میں بھی اس پر بہت بات ہو رہی ہے۔ یہ ایک بدلتے رجحان، سیاسی رویے کی علامتیں ہیں۔ جمہوریت کے نام پر فاشزم کا فروغ۔ اس وقت فار رائٹ جنونی بہت شہ پا رہے ہیں یورپ امریکہ میں (ای لون مسک نے سفید فام انتہاپسند AfD جرمن پارٹی کے سربراہ سے 70 منٹ کی چیٹ لائیو سٹریم کی تھی۔) یہ پوری ڈھٹائی سے جو امریکہ یورپی ممالک اسرائیل کے غزہ میں قتلِ عام میں شریک رہے اسی کا تسلسل ہے۔ یہ تمہید طولانی غزہ بارے ٹرمپ پالیسی، مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبیا کو قوی تر کرنے کے تناظر میں ہے۔

ایک طرف یہ ہیں تو دوسری جانب انتہاپسند مذہبی ہندوؤں کی طویل فہرست اہم مناصب پر ہے۔ نائب صدر وینس کی بیوی اوشا، کٹر ہندو ہے۔ اور وینس بیوی کا تابعدار نیم ہندو! اب ٹرمپ نے اہم ترین 6 مناصب پر ہندو تعینات کیے ہیں۔ FBI سربراہ کاش پٹیل، سینیئر ڈائریکٹر جنوبی اور وسطی ایشیا، نیشنل سیکورٹی کونسل، رکی گل ہیں۔ ڈپٹی پریس سیکرٹری اور صدارتی عملے کے دفتر میں اہم کردار شرما کو دیا گیا۔ مزید 6 کانگریس ممبران منتخب ہوئے ہیں۔ امریکہ بھارتی رشتے کی مضبوطی پاکستان کے لیے اہم نتائج کی حامل ہے۔ ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی تعداد امریکی پالیسی سازی، داخلی وخارجی بالخصوص جنوبی ایشیا پر اثر انداز ہوگی۔

مگر شاید ہمیں اندرونی جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں! اسلام دشمنی کے حوالے سے ٹرمپ، ای لون اپنے سفید فام برتری کے خمار، ہندو، بھارتی ہندوتوا ایجنڈوں کے ہمراہ ہیں۔ کشنر (یہودی داماد)، اسرائیل میں شدت پسند یہودی امریکی سفیر، سیکرٹری خزانہ، سینیئر پالیسی مشیر، نیز کئی مزید یہودی دیگر اہم مناصب پر بٹھا دیئے گئے ہیں۔ اسلام دشمنی ہر خطے میں روبہ عمل رہے گی۔ مثلاً اسرائیل کے تمام ایجنڈے پورے کرنے کو فوری احکام ٹرمپ نے جاری کیے۔ یہودی آبادکاروں پر لگائی پابندیاں فوراً اٹھا دیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب مغربی کنارہ ان آبادکاروں کے ہاتھوں غزہ کے مناظر پیش کر رہا ہے۔ گھر، بزنس، فلسطینی سبھی نشانے پر۔ آگ لگا کر، گولیاں برسا کر۔ اسرائیلی فوج مدد پر ہے۔ جنین مہاجر کیمپ کا محاصرہ ہے۔ تمام شہروں کو آپس سے کاٹ کر محصور کر دیا گیا ہے اور اب بڑی یلغار متوقع ہے۔ 2 ہزار افراد بے دخل، گرفتاریاں جاری۔ ٹرمپ نے صدارت سنبھالتے ہی غزہ کے سمندر کنارے بہترین محلِ وقوع، بہترین موسم پر رال ٹپکاتے ہوئے بار بار کہا کہ غزہ کی تعمیرِ نو ہونی چاہیے۔ مگر حماس کے سوا کوئی اور یہ کام کرے گا۔ اور یہ کہ مجھے اعتماد نہیں کہ غزہ ڈیل قائم رہ سکے گی۔ اس پر گرد و پیش سے خوشی سے قہقہے لگے۔ اگلے بیان میں غزہ کے لیے کہا بس اسے صاف کر دو۔ ساتھ ہی مصر اور اردن کے لیے حکم جاری ہوا کہ مزید فلسطینی لو۔ ہم اس پورے علاقے کو صاف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب ختم ہو چکا ہے۔ یہ واضح نسلی خاتمے/صفایا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل کو 2 ہزار پاؤنڈ کے بموں کی کھیپ بھیج دی۔ ''میں عرب ممالک سے بات کروں گا اور غزہ والوں کے گھر بناؤں گا (خود ایک روپیہ بھی خرچ نہ

کرے گا، عربوں کو نچوڑے گا۔) مگر کسی اور مقام پر جہاں وہ چین اور امن سے رہ سکیں۔'' حالانکہ سوا سال قیامتوں سے گزر کر مضبوط عزم وارادہ، صبر وثبات کی حامل فلسطینی قوم اور اٹل فاتح حماس ثابت کر چکے کہ اِس سرزمین کو اُن کے لہو سے سیراب تو کیا جا سکتا ہے، خالی کر دینا، ان کی لغت میں نہیں ہے۔ کٹ مر جائیں گے، فلسطین نہ چھوڑیں گے۔

یہ ہمہ نو دنیا کے خونخوار جو کرا کٹھے ہو گئے ہیں مگر اللہ کا قہر ہم نے کیلی فورنیا میں دیکھ لیا۔ آدھا امریکہ غیر متوقع طور پر منجمد شمالی بنا ہوا ہے آدھا نذرِ آتش۔ ذی شعور نوجوان نسل، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، طلبہ قہر آلود ہیں سیاست دانوں کی قصابی، دنیا بھر کے کمزوروں کے استحصال پر۔ وحشت تو یہ ہے کہ غزہ بمباری کے کئی مقامات پر لاشیں پگھل کر ختم ہو گئیں۔ 7 تا 9 ہزار ڈگری کا درجہ حرارت پیدا ہوا۔ عرب دنیا میں مصر اور اردن پہلے ہی مزید فلسطینی لینے سے انکار کر چکے ہیں۔ مصر میں لاوا ابل رہا ہے۔ عرب بہار اندر ہی اندر پھلنے پھولنے پھٹنے کو تیار ہے جا بجا۔ سب چہرے کھل چکے۔ مزید دھوکے ممکن نہیں۔ افغانستان کو دھمکیاں دینے والے آڑے ہاتھوں لیے جاتے اور کڑے جواب ان سے سنتے ہیں۔ گرین لینڈ، کینیڈا، میکسیکو، پاناما کو چومکھی للکاریں دے کر، ٹرمپ کی کیفیت یہی ہے کہ:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

شام کی نئی حکومت اگرچہ محتاط ہے مگر وہ نرم چارہ، جمہوری انقلاب نہیں، جنگجو، بندوق کی نوک پر دمشق پہنچے ہیں۔ حماس اپنی پوری آب وتاب اور قوت کے ساتھ قائم ودائم ہے۔ سفید فام برتری والوں کی نیوزی لینڈ کی مسجد میں قتلِ عام کی وحشت سے آپ اُن کا مزاج بھی سمجھ سکتے ہیں۔ تاہم اللہ کے سچے وعدے اہلِ ایمان کو کافی ہیں۔ اپنے اپنے گھر سنبھالیں۔ سپر پاور آگ زدہ علاقوں میں پانی کی عدم موجودگی کی بدانتظامی، پانی کے خشک ذخیرے اور آگ بجھانے والے آلات کی کسمپرسی کی تحقیق فرمائیں۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل، ہمارے لیے کل اور آج اللہ کافی ہے! پاکستان میں خود جا بجا رفو کا بہت کام باقی ہے۔ اپنی سرحدوں کے اندر کا امن ہم بحال کریں۔ افغانستان کو زیادہ نہ للکاریں۔ افہام و تفہیم کا راستہ تلاش کریں۔

❁❁❁

فکر وطن

تاریخِ تحریکِ پاکستان اور سیکولر یلغار

رفیق چودھری

نظریۂ پاکستان ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس کو دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا محقق یا سکالر بھی رد نہیں کر سکتا تھا۔ لاکھوں مسلمانوں نے اس نظریہ کی خاطر اپنے گھر بار چھوڑے، اپنی جانیں قربان کیں اور کشت وخون کا طویل سمندر پار کر کے پاکستان کی دہلیز پر قدم رکھا گیا۔ اس قدر عظیم اور بے مثال قربانیاں کسی شوق، دنیوی لالچ یا نسلی، لسانی، جغرافیائی مفاد کے لیے ہرگز نہ دی گئی تھیں بلکہ ہر قسم کی نسلی، لسانی، ثقافتی اور جغرافیائی تفاوت سے بالاتر ہو کر صرف مسلم قومیت کی بنیاد پر دی گئی تھیں کیونکہ ہندوؤں اور انگریزوں کا گٹھ جوڑ اور اس کے نتیجہ میں بڑھتے ہوئے ہندو مسلم فسادات اور تنازعات مسلمانوں کو شدت کے ساتھ یہ احساس دلا رہے تھے کہ بحیثیت مسلمان اب ان کی شناخت اور ان کا مستقبل علیحدہ وطن حاصل کیے بغیر ممکن نہ رہے گا۔ یہی وہ زمینی حقیقت تھی جو نظریۂ پاکستان کے قلعہ کو ناقابل تسخیر بناتی تھی مگر آج پاکستان کا سیکولر طبقہ اس قلعہ کی دیواروں کو گرانے کے لیے اور مغرب کے سیکولر ایجنڈے کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کرنے کے لیے ایک نیا بیانیہ بڑے زور وشور کے ساتھ آگے بڑھا رہا ہے کہ پاکستان کسی مذہب کے نام پر نہیں بلکہ صرف سیاسی اور معاشی مقاصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور اپنے اس بیانیہ کو سچا ثابت کرنے کے لیے قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اس قلابازی کا ایک پہلو تو مغربی معاشرتی نظام کا نفاذ ہے جو ہر صورت اسلامی بیانیہ کی نفی چاہتا ہے اور قومی معاشی مجبوریاں نظریۂ پاکستان پر سمجھوتہ کرنے پر اشرافیہ کو اُکساتی ہیں۔ تاہم آج مغرب کا سیکولر ایجنڈا نظریۂ پاکستان کی مضبوط دیواروں میں نقب لگانے میں اگر کامیاب ہو رہا ہے اور اس کے مقابلے میں نظریہ کے دفاع میں کوشاں طبقہ اپنا اثر اور یقین کھو رہا ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ تاریخِ تحریکِ پاکستان کے اہم ترین ابواب کو اس کے حامی طبقہ نے خود تاریخ کے صفحات سے نکال کر سیکولر طبقہ کا کام آسان کر دیا ہے۔ اس مضمون میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ نظریۂ پاکستان کے دفاع میں کوشاں طبقہ کی جانب سے کیا کیا غلطیاں دہرائی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے سیکولر بیانیہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ علم تاریخ کے اپنے اصول ہیں۔ جب کوئی قوم علم تاریخ کے بنیادی اصولوں کو پاؤں تلے روندتے ہوئے محض سیاسی، جماعتی، نسلی یا گروہی مفادات کے تحت پسند و ناپسند کی بنیاد پر اپنی تاریخ مرتب کرنا شروع کر دے تو ایک وقت آئے گا کہ اہل علم کے نزدیک وہ تاریخ مشکوک ہو جائے گی۔ کچھ ایسا ہی حشر تاریخ تحریک پاکستان کے ساتھ مخصوص اشرافیہ نے بھی کیا ہے اور پاکستانی عوام تو جیسا کہ ہر معاملے میں اشرافیہ کے رحم وکرم پر ہی رہے ہیں لہٰذا تاریخ تحریک پاکستان کے معاملے میں بھی اشرافیہ کے بہکاوے میں آ کر بہکنے میں دیر نہیں لگی اور صرف اسی بیانیہ کو تاریخ پاکستان سمجھا جس کا تعلق صرف مسلم لیگ سے تھا یا قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ میں شامل ہونے والی جاگیردار اور سرمایہ دار اشرافیہ کے بیانیہ سے تھا۔

پاکستان اکیلے مسلم لیگ کی کاوش نہ تھی، اس میں دیگر بہت سی جماعتوں، شخصیات اور خاص طور پر ہندوستانی مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل تھیں۔ اس میں اُن بہاری مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں جو پاکستان کی خاطر آج تک بے گھر ہیں، اس میں ہجرت کے دوران شہید اور بے گھر ہونے والے کروڑوں مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں۔ صرف جموں میں ایک دن میں اڑھائی لاکھ کے قریب مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ لیکن جب تاریخ پاکستان پر صرف ایک جماعت یا مخصوص گروہ کی تختی لگانے کے لیے حقائق کو مسخ کیا جائے گا تو پھر نظریۂ پاکستان کی بنیادیں خود بخود کمزور ہو جائیں گی۔ جب بنیاد ہی کھوکھلی ہو گی تو اس پر جو عمارت بنے گی، وہ مخالف آندھیوں کا سامنا کیسے کر پائے گی؟

آج مطالعہ پاکستان میں جب تحریک پاکستان کا ذکر کیا جاتا ہے تو بات 1940ء کی قرارداد سے شروع کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ غلطی کر کے ہم سیکولرز کو خود موقع دیتے ہیں کہ وہ نظریۂ پاکستان کے بخیے اُدھیڑیں کیونکہ جب آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ تاریخ تحریکِ پاکستان کے اَن گنت تاریخی ابواب کو خود بخود مٹا دیتے ہیں جو نظریۂ پاکستان کی اصل بنیاد تھے اور جن کا ایک تاریخی پس منظر بھی تھا جس میں دو قومی نظریہ پروان چڑھا، علیحدہ مسلم ریاست کی ضرورت محسوس کی گئی اور پھر تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

مثال کے طور پر جنگ آزادی 1857ء کے بعد بڑھتے ہوئے ہندو مسلم تنازعات اور فسادات کے تناظر میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی تھی کہ مستقبل میں یہ دونوں

قومیں ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گی اور اگر رہیں تو جمہوریت کی بنیاد پر ہندو غالب اور مسلمان کمزور ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے حقوق اور مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اس لیے سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو کانگریس میں جانے سے روکا۔ لہٰذا دوقومی نظریہ کے پیش رو سرسید احمد خان تھے۔ اگرچہ دینی اعتبار اور اپنے دیگر نظریات کی بنیاد پر سرسید احمد خان کی شخصیت انتہائی متنازعہ تھی۔ پھر ہندو مسلم فسادات اور تنازعات بڑھتے ہوئے پہلی جنگ عظیم تک اس بات کے واضح الارم بن چکے تھے کہ انگریز کی پشت پناہی میں ہندو مسلمانوں کا اُسی طرح قتل عام کریں گے جس طرح سپین میں عیسائیوں نے کیا تھا۔ ہندو انتہا پسند جتھوں اور تنظیموں کی بنیادیں بھی رکھی جارہی تھیں۔ اسی خطرے کو بھانپتے ہوئے چودھری رحمت علی نے 1915ء میں بزم شبلی میں علیحدہ مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ جنگ عظیم اول کے صرف چند سال بعد ہی راشٹریہ سیوک سنگھ (RSS) جیسی ہندو دہشت گرد تنظیموں کو باقاعدہ عسکری تربیت دی جانے لگی اور ان کا مسلم کش ایجنڈا بھی سامنے آنے لگا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ چودھری رحمت علی کے خدشات بالکل درست تھے۔ بزم شبلی ایک زندہ حقیقت ہے جس کو تاریخی لحاظ سے جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے اور اس میں چودھری رحمت علی نے الگ مسلم ریاست کے لیے جو جواز پیش کیا وہ بھی نظریہ پاکستان کے عین مطابق تھا۔ اُنہوں نے فرمایا تھا:

'' شمالی ہند آبادی کے لحاظ سے مسلم ہے اور ہم اسے مسلم ہی برقرار رکھیں گے، یہی نہیں بلکہ ہم اسے مسلم ریاست بنائیں گے لیکن ہم ایسا تبھی کر سکتے ہیں جبکہ ہم خود اور ہمارا شمالی ہند'' ہندوستانی'' نہ رہیں۔ کیونکہ یہ پہلی شرط ہے۔ ہم جس قدر جلد'' ہندیت'' اُتار پھینکیں گے اُسی قدر یہ ہمارے لیے اور اسلام کے لیے بہتر ہوگا۔'' (تحریک پاکستان: ص328)

اگر تصورِ پاکستان کا یہ تاریخی اور حقیقی پہلو بھی ہمارے نصاب اور مروجہ تاریخ میں پڑھایا جاتا تو سیکولرز کو کبھی اعتراض کا موقع نہ ملتا کیونکہ اس کا باقاعدہ ایک تاریخی پس منظر بھی تھا کیونکہ برٹش بنیا گٹھ جوڑ RSS کا مسلم کش ایجنڈا تخلیق کر چکے تھے اور ان حالات میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا تصور اُبھرنا ناگزیر تھا۔ اس کے بعد 1930ء تک کئی لوگوں نے انتظامی اور مذہبی بنیادوں پر ہندوستان کی تقسیم کی تجاویز پیش کیں اور اسی سلسلہ میں علامہ اقبال کے خطبہ الہ آباد کی بھی تاریخی اہمیت ہے۔ اس کا ذکر تو ہمارے ہاں اکثر ہوتا ہے لیکن اس کے فوراً بعد جو اہم ترین تاریخی واقعات رونما ہوتے ہیں اور حقیقی معنوں میں تحریک پاکستان کی بنیاد بنتے ہیں، ان کو ہم پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر تاریخ تحریک پاکستان کے اہم ترین سنگ ہائے میل پاکستان ڈکلیریشن اور تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب لندن میں گول میز کانفرنسز (نومبر 1930ء تا دسمبر 1932) ہو رہی تھیں اور ان میں انڈین فیڈریشن کے لیے متفقہ آئین کی تیاری پر تبادلہ خیال ہو رہا تھا۔ لیکن چودھری رحمت علی کے نزدیک متحدہ وفاق کے فارمولے کو قبول کر لینا سپین کی طرح مسلمانوں کے خاتمے کو قبول کرنے کے مترادف تھا۔ چودھری رحمت علی نے گول میز کانفرنسز کے دوران مسلم مندوبین سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور انہیں انڈین فیڈریشن کو مسترد کرنے اور الگ مسلم ریاست کا مطالبہ کرنے پر آمادہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ حسین زبیری تحریر کرتے ہیں کہ:'' چودھری صاحب نے گول میز کانفرنسز کے دوران مسلم مندوبین سے الگ الگ ملاقاتیں کیں اور ان پر یہ بات واضح کی کہ انڈین فیڈریشن کو قبول کر لینے سے مسلمانوں کی انفرادیت ختم ہو جائے گی اور آپ اللہ اور رسول ﷺ کے سامنے جوابدہ ہوں گے لہٰذا انڈین فیڈریشن کو مسترد کر کے شمال مغربی وطن کے لیے ایک الگ وفاق کا مطالبہ کریں۔ لیکن مسلم لیگ کا موقف انڈین فیڈریشن کے حق میں رہا۔ لہٰذا 28 جنوری 1933ء کو چودھری رحمت علی نے خود آگے بڑھ کر پاکستان ڈکلیریشن (Now or Never) پیش کر دیا جس میں نہ صرف پاکستان کا نقشہ اور نام موجود تھا بلکہ مطالبۂ پاکستان کا بڑا مدلل اور دوٹوک جواز بھی پیش کیا گیا تھا جو نظریۂ پاکستان کی اسلامی تعبیر کے عین مطابق تھا کیونکہ پاکستان ڈکلیریشن (Now or Never) میں انڈین فیڈریشن (اکھنڈ بھارت) کی تجویز کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے دنیا کو باور کرایا گیا کہ انڈین فیڈریشن کو قبول کرنا ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے پر دستخط کے مترادف ہوگا:

"This acceptness amounts to nothing less than signing the death-warrant of Islam and of Muslims in India."

پاکستان ڈکلیریشن کے یہ الفاظ نظریۂ پاکستان کے خلاف سیکولر یلغار کا منہ توڑ جواب تھے۔ اگر تاریخ تحریک پاکستان کے اس اہم ترین باب کو تاریخ سے نہ نکالا گیا ہوتا تو آج سیکولرز کو موقع ہی نہ ملتا کہ وہ تصور پاکستان کی کوئی خود ساختہ تعبیر کریں کیونکہ پاکستان ڈکلیریشن ایک زندہ اور تاریخی حقیقت ہے جس کو دنیا کا کوئی بھی شخص رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی بڑے سے بڑا مورخ ٹھکرا سکتا ہے کیونکہ پاکستان ڈکلیریشن Now or Never اپنی اصل حالت میں نہ صرف برطانوی اور انڈین آرکائیوز میں موجود ہے بلکہ دنیا کے کئی ممالک کے سفارتخانوں اور صحافیوں کے ریکارڈ میں بھی موجود ہے۔

1933ء میں چودھری رحمت علی نے پاکستان ڈکلیریشن پیش کیا اور اُسی سال اُنہوں نے پاکستان نیشنل موومنٹ کے نام سے تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز بھی کر دیا۔ اپنی محنت، کوشش اور جدوجہد سے انہوں نے تحریک پاکستان کو سفارتی محاذوں پر اس قدر اجاگر کیا کہ خود برطانوی پارلیمنٹ کی جوائنٹ پارلیمینٹری سلیکٹ کمیٹی نے اگست 1933ء میں چودھری رحمت علی کے مطالبہ پاکستان کا نوٹس لیتے ہوئے ہندوستانی وفد کے مسلم اراکین سے باقاعدہ سوالات کیے اور خود مسلم لیگی زعماء (ظفر اللہ خان، عبداللہ یوسف علی اور خلیفہ شجاع الدین وغیرہ) نے جواباً تحریک پاکستان سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ یہ ریکارڈ بھی برطانوی پارلیمنٹ میں موجود ہے اور اس بات کا تاریخی ثبوت ہے کہ تحریک پاکستان 1940ء سے پہلے ہی بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان بنا چکی تھی۔

مشہور ترک ادیبہ خالدہ خانم کی معروف کتاب "Inside India" پیرس میں 1937ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا ایک پورا باب چودھری رحمت علی کے متعلق ہے۔ لکھا ہے:'' پاکستان نیشنل موومنٹ کا منصوبہ فرقہ واریت سے الگ بات ہے۔ تحریک کے مطابق ہندوستان موجودہ حالت میں ایک ملک نہیں بلکہ برصغیر ہے جو دو ملکوں ہندوستان اور پاکستان پر مشتمل ہے۔ تحریک کا بانی چودھری رحمت علی کو قرار دیا جاتا ہے، وہ قابل ترین قانون دان ہیں لیکن وکالت ترک کر کے اُنہوں نے پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت ان کی زندگی کا غالب مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل ہے۔ میں نے ملاقات کے دوران یہ محسوس کیا ہے کہ یہ تلخی جوان کے دل میں ہے، ہندوؤں کی متعصبانہ اور اسلام دشمن ذہنیت سے جوانی میں پیدا ہوگئی تھی، ہرگز ان کے نظریۂ پاکستان پر اثر انداز نہیں ہوئی اور وہ اس تحریک کی بنیاد ہندو عداوت پر نہیں رکھتے۔'' مشہور انڈین مورخ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی کتاب "India Divided" انہی دنوں میں لکھی جب ہندوستان تقسیم ہو رہا تھا۔ اپنی اس کتاب میں وہ رقم طراز ہیں:'' جہاں تک مجھے علم ہے چودھری رحمت علی پاکستان نیشنل موومنٹ کے بانی صدر ہیں۔ وہ واحد شخص ہیں جو ہندوستان کی وحدت کو تسلیم کیے جانے کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے مسلمانوں کو ظلم و تشدد میں مبتلا کرنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔''

1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو شکست ہوئی اور اس کے بعد کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ جس سے ایک طرف مسلمانوں میں متحدہ وفاق (انڈین فیڈریشن) سے مایوسی پیدا ہوئی اور دوسری طرف چودھری رحمت علی کی پاکستان سکیم جو مسلمانوں کے دلوں میں پہلے ہی جگہ بنا چکی تھی، کانگریسی وزارتوں کی مسلم دشمن پالیسیوں اور ہندوؤں کے متعصبانہ رویہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے مستقبل کی واحد امید بن گئی۔ تیسری طرف مسلم لیگ کے پاس بھی انتخابات میں کامیابی کے لیے مسلمانوں کی اکثریت کی حمایت حاصل کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ نواب سر محمد یامین خان جو قائداعظم کے قریبی ساتھی اور مسلم لیگ کے سینئر رہنما تھے، وہ تاریخ کے اس اہم موڑ پر مسلم لیگ کے ایک اہم فیصلہ کی گواہی خود اپنی کتاب نامۂ اعمال میں پیش کرتے ہیں:

''یکم مارچ 1939ء کو ڈاکٹر ضیاء الدین نے مجھے، مسٹر جناح، مسٹر ظفر اللہ خان، سید محمد حسین کو الہ آباد بلایا۔ دوپہر کے کھانے پر سید محمد حسین نے چیخ چیخ کر، جیسے ان کی عادت ہے، کہنا شروع کر دیا کہ چودھری رحمت علی کی سکیم کہ پنجاب، کشمیر، صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخوا)، سندھ، بلوچستان کو ملا کر بقیہ ہندوستان سے علیحدہ کر دیئے جائیں۔ ان سے پاکستان اس طرح بنتا ہے کہ پ سے پنجاب، الف سے افغانیہ یعنی صوبہ سرحد، ک سے کشمیر، س سے سندھ اور تان بلوچستان کا اخیر ہے۔ چونکہ سید محمد حسین زور زور سے بول رہے تھے، اس لیے مسٹر ظفر اللہ خان نے آہستہ سے مجھ سے کہا کہ اس شخص کا حلق بڑا ہے مگر دماغ چھوٹا ہے۔ مسٹر ظفر اللہ خان ان کی مخالفت کر رہے تھے کہ یہ ناقابل عمل ہے، مسٹر جناح دونوں کے دلائل غور سے سنتے رہے اور پھر مجھ سے بولے کہ کیوں نہ ہم اس کو اپنا لیں اور اس کو مسلم لیگ کا نعرہ بنا لیں۔ ابھی تک ہماری عوام میں کوئی خاص مقبولیت نہیں ہے۔ اگر ہم اس کو اٹھائیں تو ہماری کانگریس سے مصالحت ہوسکے گی ورنہ وہ نہیں مانیں گے۔''

اس اہم میٹنگ نے مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس مارچ 1940ء کے خدوخال پہلے سے طے کر دیئے تھے۔ چنانچہ 23 مارچ 1940ء کو قرارداد لاہور منظور ہوئی، اگرچہ اس مبہم قرارداد میں پاکستان کا لفظ بھی شامل نہیں تھا لیکن اس کے باوجود میڈیا میں قرارداد پاکستان کے نام سے شہرت پا گئی۔ 1944ء تک پاکستان کا مطلب کیا: لاالٰہ الا اللہ کا نعرہ مسلمانانِ ہند کا مقبول نعرہ بن گیا۔ اس طرح 1946ء میں مسلم لیگ نے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بن گئی اور قائداعظم کی قیادت میں پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم نے تحریک پاکستان کا آغاز 1940ء بتایا۔ اس بڑی غلطی کی وجہ سے تحریک پاکستان کا وہ سارا تاریخی پس منظر اوجھل ہو گیا جس میں پاکستان ڈکلیریشن پیش ہوا تھا اور گول میز کانفرنسز کے متحدہ وفاق اور انڈین فیڈریشن کے ایجنڈے کے مقابلے میں مطالبۂ پاکستان کی توانا آواز Now or Never کی صورت میں اُبھری تھی، جس میں متحدہ وفاق کی قبولیت کو death-warrant of Islam and of Muslims قرار دیا گیا تھا اور برطانوی پارلیمنٹری سلیکٹ کمیٹی میں مطالبہ پاکستان پر سوال جواب ہوئے تھے۔ جب یہ سارا تاریخی پس منظر جس میں تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا اور جو نظریۂ پاکستان کی حقیقی ترجمانی کرتا تھا جان بوجھ کر تاریخ کے صفحات سے اوجھل کر دیا گیا تو باقی جو تاریخ پاکستان بچی وہ نظریۂ پاکستان کا دفاع کرنے میں ناکافی رہی اور اس ادھوری تاریخ کو متنازعہ بنانے کے لیے سیکولرز کے 11 اگست جیسے حربے بھی موثر ہو گئے۔ بجائے اس کے اگر تاریخ تحریک پاکستان کو اس کے اصل اور حقیقی ابواب پر قائم رہنے دیا جاتا تو آج سیکولر ذہن کو کسی بھی صورت نظریۂ پاکستان کی عمارت میں نقب لگانے کا موقع ہی نہ ملتا اور نہ ہی 11 اگست کا حربہ موثر ثابت ہوسکتا۔

تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ آج جب تاریخ کا کوئی طالب علم کھوج لگاتا ہے تو وہ خود کنفیوز ہو جاتا ہے کہ جو تاریخ ہمیں پڑھائی جا رہی ہے وہ تو علم تاریخ کے اصولوں پر پورا ہی نہیں اُترتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج کا نوجوان جہاں قیام پاکستان کے مقاصد کے حوالے سے کنفیوز ہے وہاں سیکولر اور اسلام مخالف قوتوں کے ہاتھ بھی یہ موقع آ گیا ہے کہ وہ جس قدر چاہیں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے مقاصد کو متنازعہ اور مشکوک بنائیں۔ دوسری طرف نظریۂ پاکستان کے ماننے والے سیکولر یلغار کا قابل قبول جواب دینے میں ناکام ہیں کیونکہ جواب دینے کے لیے اُن کے پاس بھی اب صرف اشرافیہ کی مسخ شدہ تاریخ ہے اور اس مسخ شدہ ادھوری تاریخ کے ذریعے ایسا معقول جواب دیا ہی نہیں جاسکتا جو تاریخ کا علم رکھنے والے طبقات تسلیم کر لیں۔

لہٰذا جب تک تاریخ تحریک پاکستان کو اس کے اصل اور حقیقی ابواب پر دوبارہ استوار نہ کیا جائے گا، تب تک سیکولر یلغار نظریۂ پاکستان کو مشکوک بنانے کا باعث بنتی رہے گی اور نظریۂ پاکستان کے مشکوک بننے کا مطلب ہے کہ پاکستانی قوم نسلی، لسانی، علاقائی بنیادوں پر تقسیم ہوتی جائے گی جو کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے شدید خطرے کی علامت ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر اشرافیہ کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ نظریۂ پاکستان کا حامی طبقہ اپنی تحریر و تقریر میں تاریخ تحریک پاکستان کے اصل اور حقیقی ابواب کو ہی پیش کرے تاکہ نظریۂ پاکستان کو استحکام اور غیر متزلزل طاقت مل سکے اور نظریۂ پاکستان کا استحکام جہاں سیکولر یلغار کا موثر جواب ہوگا وہاں ہماری نسلوں کو بھی غیر متزلزل عزم اور استقامت دے گا، پاکستانی قوم دوبارہ مضبوط نظریہ کی حامل قوم بن پائے گی جو ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی فکری انتشار اور فتنوں کا مقابلہ کر سکے گی۔ ان شاء اللہ!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 تا 27 جنوری 2025ء)

جمعرات 23 جنوری: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 24 جنوری: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ رات کو چند رفقاء کے ساتھ ایک آن لائن نشست میں تذکیری گفتگو کی۔

اتوار 26 جنوری: چند رفقاءِ تنظیم کے گھروں میں منعقد ہونے والی نکاح کی تقریبات اور ایک دعوتِ ولیمہ میں اہل خانہ کے ساتھ شرکت کی۔

پیر 27 جنوری: رہائشی محلہ میں چند احباب سے اُن کے گھر پر ملاقات ہوئی اور انہیں دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔

معمول کی سرگرمیاں: قائم مقام نائب امیر (ناظم اعلیٰ صاحب) سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ منتخب قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ اور دیگر امور کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ ماہ رمضان المبارک اور تنظیمی امور سمیت دیگر حوالوں سے ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

والدِ گرامی کی وفات پر تنظیمی ساتھیوں اور ذمہ داران کی جانب سے اظہارِ محبت کے حوالے سے تاثرات

نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، حلقہ لاہور شرقی

19 جنوری بروز اتوار راقم کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

اس موقع پر نمازِ جنازہ اور تدفین کے مراحل میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب سید عطاء الرحمن عارف، نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان جناب پرویز اقبال، امیر حلقہ لاہور شرقی جناب نور الوریٰ، معتمد حلقہ جناب سہیل خالد، ناظم مالیات جناب اسد بلال، ناظم دعوت جناب شہباز احمد شیخ اور مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے امیر جناب عدیل آفریدی نے وفد کی صورت میں شرکت فرمائی۔ امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ نے فون کال پر کراچی سے تعزیت کے ساتھ ساتھ بہترین اور بابرکت دعاؤں سے نوازا۔ اگلے روز ناظم تربیت جناب خورشید انجم، تنظیم کے سینئر رفیق جناب عبدالرزاق اور شاد باغ تنظیم کے امیر جناب نیر سبحانی تعزیت کے لیے فیروز والہ تشریف لائے۔ انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے صدر جناب ڈاکٹر عبدالسمیع، نائب امیر جناب اعجاز لطیف، ناظم بیرونِ پاکستان تنظیم جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، بانی محترم کے فرزند ارجمند جناب آصف حمید، مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی جناب رضاء الحق، صدر تنظیم کے امیر جناب عمران علی، نائب ناظم نشر و اشاعت جناب وسیم احمد، قرآن اکیڈمی شعبہ مطبوعات سے جناب خالد محمود خضر، شعبہ سمع و بصر سے جناب عبداللہ واحد، فیروز پور روڈ تنظیم کے ملتزم رفیق جناب قرۃ العین خان، جناب طیب رسول، اسلام آباد سے جناب جاوید رفیق، سپین سے رفیق تنظیم جناب ندیم بیگ مرزا اور دیگر بہت سے رفقاء و احباب نے ٹیلی فون پر تعزیتی کلمات کہے اور قیمتی دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ان سطور کے ذریعے راقم، راقم کے بھائی اور دیگر عزیز و اقارب دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تنظیم اسلامی کے ذمہ داران اور رفقاء کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر بہترین اسلامی اخلاق و کردار اور باہمی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں نہایت خلوص اور محبت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشی اور غم کے مواقع پر اپنے رفقاء و احباب سے اپنے دلی جذبات کے اظہار کا اسی طرح کا مثالی مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

والد مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ذمہ داری اگرچہ راقم کے کاندھوں پر تھی مگر راقم کی پُرزور خواہش اور درخواست پر ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف نے کمال شفقت فرماتے ہوئے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نمازِ جنازہ سے قبل محترم ناظم اعلیٰ نے مختصر مگر جامع تذکیری گفتگو فرمائی۔ گفتگو کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ حمد و ثناء اور تلاوت آیات کے بعد فرمایا:

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف کا نمازِ جنازہ کے شرکاء سے خطاب

ہم سب فیروز والہ جنازگاہ میں اس وقت اپنے بزرگ ساتھی کی نمازِ جنازہ جو درحقیقت دعائے مغفرت ہی کی جامع شکل ہے، ادا کرنے کے لیے موجود ہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھتا ہے تو اُسے بدلے میں ایک قیراط کا اجر و ثواب ملتا ہے اور اگر وہ لوگ تدفین کے عمل میں بھی شریک ہوتے ہیں تو انہیں دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ قیراط کے بارے میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس کی مقدار اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ ہم یہاں ایک حق کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ میں نے ابھی جو قرآنی آیات تلاوت کی ہیں ان کے ترجمہ اور مختصر مفہوم کی وضاحت پیشِ نظر ہے، وہ اس لیے کہ اس وقت دلوں کی زمین نرم ہے، اس موقع پر لواحقین اور رشتہ دار اور دیگر دوست احباب اور محلے دار بھی موجود ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کچھ تذکیری نوعیت کی باتیں کر لی جائیں۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ﴾ ’’ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔‘‘ آج ہم انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لائے ہیں۔ کل ہمیں اور لوگ اپنے کندھوں پر اُٹھا کر قبرستان لائیں گے۔ یہ حقیقت ہر وقت ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ ہر شخص کو قیامت کے دن اُس کے اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا دی جائے گی یہ معاملہ لازماً پیش آکر رہے گا۔ ہمیں ہمارے اعمال کی اُجرت ملنے والی ہے۔ قیامت کے دن جو کرنسی چلے گی وہ اعمال کی کرنسی ہوگی، وہاں دنیا میں استعمال ہونے والی کرنسی کام نہیں آئے گی، نہ درہم و دینار کام آئیں گے، نہ روپیہ پیسہ، نہ سونا چاندی اور نہ دیگر دنیوی مال و اسباب کام آئیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کے تین دوست ہوتے ہیں۔ پہلا دوست آنکھیں بند ہونے کے بعد ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا دوست اُس کا ساتھ، تدفین کے مراحل تک دیتا ہے اور تیسرا دوست اس کا ساتھ آخرت تک نبھاتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ یہ تین دوست کون ہیں؟ تو آپؐ نے وضاحت فرمائی کہ مال و جائیداد مرنے والے کی موت تک ہی اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ دوسرا دوست اس کے لواحقین رشتہ دار اور دوست احباب ہیں جو قبر تک اُس کا ساتھ دینے آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، جبکہ اُس کا تیسرا دوست اس کے صالح اعمال ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اعمال کیسے ہونے چاہییں؟ ارشاد فرمایا گیا ’’بے شک تمہیں لازماً تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔‘‘ جسے روزِ قیامت جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ یہ ہے اصل اور حقیقی کامیابی۔

ہم دنیا میں کامیابی کا تصور رکھتے ہیں کہ ہمارا کیریئر، ہماری اولاد کا کیریئر، دنیا کی تعلیم کے حوالے سے کسی شعبے میں نمایاں ڈگری حاصل کر لینا، دنیا کا کوئی اونچا منصب حاصل کر لینا، قیمتی جائیداد کا حصول، کسی بڑے کاروبار میں کامیابی حاصل کر لینا، قیمتی گاڑی کا حصول۔ یہ سب کچھ عارضی اور فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دائمی اور لافانی زندگی کی فلاح و کامرانی حاصل کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾ (آل عمران) (ترجمہ) ’’نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر ایک دھوکے کا سامان‘‘ قرآن مجید نے دنیا کی زندگی کو متاع قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاحات کو سمجھنے کے لیے عربی کا علم ضروری ہے۔ عربی زبان میں متاع اس زمانے میں ایسے معمولی کپڑے کو کہا جاتا تھا جو ہنڈیا یا کسی اور کھانا پکانے والے برتن کی صفائی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا

تھا۔ آج کی زبان میں اسے ٹشو پیپر کہا جاتا ہے۔ آج میں اور آپ اس دنیا کے لیے کتنی محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی بھی سمجھ عطا فرما دے کہ وہ اعمال کون سے ہیں، وہ کیا چیز ہے جو بندے کے ساتھ ہمیشہ رہے گی؟ وہ نیک اعمال ہیں جو اُس کے لیے صدقہ جاریہ بنتے ہیں۔ جیسے کوئی مسجد بنوا دی، کوئی مدرسہ بنوا دیا، پانی کی سبیل لگوا دی، سایہ دار درخت لگوا دیا۔ یہ سب چیزیں جب تک باقی رہیں گی، لوگ اُس سے نفع اُٹھاتے رہیں گے، ان سب کا اجر وثواب مرحوم کو بھی ملتا رہے گا۔ دوسری چیز ہے صالح اولاد فوت شدگان کو اس کی اولاد کے اچھے اور اعمال صالح کا اجر وثواب برابر ملتا رہے گا۔ ایک حکایت کے مطابق جب جنت میں ایک شخص کے مقام ومرتبہ میں اضافہ کیا جائے گا تو وہ فرشتوں سے پوچھے گا کہ مجھے یہ سعادت کیوں کر حاصل ہو رہی ہے؟ فرشتے کہیں گے۔ تمہاری اولاد کے نیک اعمال کی بدولت تمہارے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ ہمارے مرحوم بزرگ کے صاحبزادے نعیم اختر عدنان صاحب جو ہمارے ساتھ موجود ہیں جو اقامت دین کی جدوجہد میں طویل عرصے سے مصروف عمل ہیں۔ میری دعا ہے ان کی اس ساری دینی کاوش کا اجر وثواب ان کے والد، والدہ کو بھی ملے اور ان شاء اللہ لازماً ملے گا۔ دیگر بھائیوں کو بھی اور ان کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ دین کے کاموں میں لگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے خصوصی طور پر اور میری طرف سے بھی نعیم بھائی اور ان کے دیگر بھائیوں کو نصیحت ہے کہ وہ آج کے بعد شعوری طور پر ایسے صالح اعمال کریں جن کا اجر وثواب بطور خاص ان کے مرحوم والد، والدہ، دادا پردادا، نانا، پرنانا کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ تیسری چیز وہ علم ہے جو کسی نے کسی دوسرے شخص کو دیا، یہ علم بھی صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک وہ اس پر عمل کرتا رہے گا، اس علم نافع کو دوسروں تک پہنچاتا رہے گا، سب سے بہترین اصل علم، حقیقی علم قرآن مجید کا علم ہے، جسے سیکھنا سکھانا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ نعیم بھائی دینی کاموں میں خلوص واخلاص اور شوق وذوق سے لگے ہوتے ہیں۔ درس قرآن، خطاب جمعہ، دورۂ ترجمہ قرآن، دینی تعلیم وتعلّم کی محافل، درس وتدریس قرآن کے حلقہ جات، ان سب دینی کاموں کا اجر وثواب ان کے والدین کو بھی ملے گا۔ وہ اس لیے کہ یہ والدین ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے یہ ان کا حوصلہ ہی تھا کہ اُنہوں نے اپنے بیٹے کو دینی تحریک میں لگنے میں تعاون فراہم کیا، کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ آج ہم اپنی اولاد کو دنیا میں آگے سے آگے پہنچانے کے لیے کیا کچھ نہیں کر رہے مگر نعیم بھائی ہمارے تحریکی ساتھی ہیں۔ انہیں ان کے والدین نے دنیا کی بجائے دین کی سربلندی اور نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد میں شامل رہنے کا موقع فراہم کیا۔ مجھے اللہ کی جناب سے امید ہے کہ نعیم بھائی ان کے دیگر بھائیوں اور ان کی اولادیں جو بھلائی کے کام کر رہے ہیں، ان تمام کاموں کا اجر وثواب ان کے مرحوم والدین کو بھی لازماً ملتا رہے گا۔ مجھے اور آپ سب کو بھی یہ نیت اور ارادہ کرنا چاہیے کہ ہم بھی دین اسلام کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور غلبۂ دین کی جدوجہد میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اور قرآن کے ساتھ جڑنے کی توفیق عطا فرمائے، موت سے پہلے موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر اور ایمان کی حالت پر فرمائے۔ آمین۔ آخری بات یہ ہے کہ آپ حضرات سے بھی دردمندانہ گزارش ہے کہ زندگی میں مرحوم کے کسی عمل اور رویے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اللہ کی خاطر انہیں معاف کر دیں، اسی طرح اگر کوئی لین دین کا معاملہ ہو تو بھی اُسے اللہ کے لیے معاف کر دیں، وگرنہ ان کے بیٹوں سے آپ اپنا مالی حق وصول کر سکتے ہیں۔

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایک مثال سے علت اور حکمت کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ حق شفعہ کے اصول کے تحت کسی غیر منقولہ جائیداد کے مشترکہ مالک یا ہمسائے کا یہ حق مقدم ہے کہ جب بھی اس کا ساجھی یا ہمسایہ اُسے بیچنے کا قصد کرے تو وہ اس جائیداد کو خرید سکے۔ حق شفعہ میں علت خود مشترکہ ملکیت ہے جبکہ اس قانون کی حکمت یہ ہے کہ شراکت دار/ پڑوسی کو اس ممکنہ نقصان سے بچایا جا سکے جو یہ جائیداد کسی فریق ثالث کو فروخت کرنے کی صورت میں انہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں جس جسمانی یا ذہنی تکلیف کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے یہ ضروری نہیں کہ واقعتاً اس کا ظہور بھی ہو۔ یوں حکمت مستقل نہیں ہے۔ لہٰذا حق شفعہ کی علت مشترکہ ملکیت ہے جو حکمت کے برعکس مستقل اور غیر مبدل ہے کیونکہ حالات کے تبدیل ہونے سے اس میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ جائیداد بیچنے والے کے شراکت دار یا پڑوسی کا یہ استحقاق قائم رہتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں بھی کسی عام خریدار کے مقابلے میں اپنے حق کا مطالبہ کر سکیں جب فریق ثالث کو جائیداد کی فروخت انہیں کسی قسم کے نقصان، پریشانی یا زحمت سے دوچار نہ بھی کرے۔

قرآن وسنت کی نصوص اور اہل تاویل کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ربا کی ممانعت میں علت وہ اضافہ ہے جس کی کوئی متبادل قیمت/ قدر نہ ہو۔ ربا کی حرمت میں کارفرما حکمت یا برہان کا تعلق استحصال، ناانصافی اور ارتکاز زر سے ہے۔ اسلامی قانون میں کسی اصول کی بنیاد علت کو بنایا جاتا ہے نہ کہ حکمت کو۔ ربا کے ضمن میں علت اصل زر میں وہ اضافی رقم ہے جسے ترتیب دیتے وقت اس کے مقابل کوئی بدل موجود نہ ہو۔ چنانچہ ایسا کوئی بھی معاہدہ جس میں اس نوع کی کوئی شق شامل ہو سودی معاہدہ کہلائے گا، قطع نظر اس کے کہ یہ لین دین ناانصافی یا استحصال کا موجب بنتا ہے یا نہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ ہر سودی معاہدے کو ناانصافی (ظلم) اور ناجائز فائدے کی کسوٹی پر پرکھا جا سکے۔ ربا کا معاملہ چونکہ قانونِ عامہ سے متعلق ہے اس لیے ربا کے امتناع کے لیے قانونی ضابطہ تشکیل دینا ناگزیر ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1014 دن گزر چکے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی، یونیورسٹی روڈ کے رفیق جناب مرزا عقیل الرحمٰن وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی بہاولپور کے نقیب منیب الرحمٰن کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5690173

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے رفیق جناب محمد شعیب کی دادی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0315-9639943

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق جناب محمد عبداللہ کی نانی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0322-6138344

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

● وزارت صحت غزہ فلسطین کی جاری کردہ اطلاعات کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے 23 جنوری 2025ء تک اسرائیلی جارحیت سے 47285 مسلمان شہید اور 111472 زخمی ہو چکے ہیں۔

● امریکی صدر ٹرمپ کے بیان ''فلسطینیوں کو غزہ کے علاقے سے مصر اور اردن منتقل کیا جائے'' پر حماس نے کہا ہے کہ فلسطینی قوم جس نے صہیونی قابض فوج کی طرف سے تاریخ کے بدترین مظالم اور نسل کشی کے خلاف ثابت قدمی دکھائی اور خاص طور پر شمالی غزہ میں جبری ہجرت کی تمام کوششوں کو مسترد کیا، اپنی سرزمین سے بے دخل ہونے اور نقل مکانی کی تمام سازشوں کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہے۔ امریکی انتظامیہ ان تجاویز کو ترک کر دے جو اسرائیلی منصوبوں سے ہم آہنگ اور ہماری قوم کے حقوق اور اس کی آزادمرضی سے متصادم ہیں۔ اس کے بجائے فلسطینی عوام کو ان کی آزادی حاصل کرنے، اپنی آزاد ریاست قائم کرنے، جس کا دارالحکومت القدس ہو، میں مدد فراہم کرے۔ ادھر مصر اور اردن نے ٹرمپ کی تجویز کو مسترد کر دیا ہے اور فلسطینی مسئلے کے تصفیے کے حوالے سے اپنے موقف پر زور دیا ہے۔ دونوں ممالک نے واضح کیا ہے کہ وہ فلسطینی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے اصولی موقف پر قائم ہیں۔ حماس نے مصر اور اردن کے اس موقف کو سراہا ہے۔ عرب لیگ نے بھی اردن اور مصری موقف کی بھرپور حمایت کا اعادہ کیا ہے۔

● القسام بریگیڈز نے عسکری لباس میں ملبوس چار اسرائیلی فوجی خواتین قیدیوں کو قیدیوں کے تبادلہ کے لیے منعقدہ خصوصی تقریب کے دوران ریڈ کراس کے حوالے کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی ایلیٹ فورسز کا خاص ہتھیار ''تافور'' رائفل القسام بریگیڈز کے جنگجوؤں کے ہاتھوں میں نظر آیا۔ عبرانی میڈیا نے اس منظر کو اسرائیلی فوج کے وقار پر ایک زخم قرار دیا ہے۔

● امریکی انتظامیہ کی طرف سے یمن کی تنظیم ''انصار اللہ'' کو نام نہاد ''دہشت گرد تنظیموں کی فہرست'' میں شامل کرنے پر حماس نے کہا ہے کہ حقیقی دہشت گردی اور خطے میں کشیدگی کا اصل ذریعہ تو صہیونی ریاست اور اس کی وہ حکومت ہے جس کی قیادت ایک جنگی مجرم کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے جارحانہ اور توسیع پسندانہ ایجنڈے کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

● اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب منیر اکرم نے سلامتی کونسل میں یو این آر ڈبلیو اے (UNRWA) کے حوالے سے ہونے والے اجلاس کے دوران کہا ہے کہ یو این آر ڈبلیو اے کو نشانہ بنا کر اسرائیل نہ صرف فلسطینی عوام کو دی جانے والی انسانی امداد کا ڈھانچہ ختم کرنا چاہتا ہے بلکہ اُن کی شناخت اور اُن کے جائز حقوق کو بھی مٹانے کے درپے ہے، تاکہ انصاف اور امن کے لیے ان کی جدوجہد کو کمزور کیا جا سکے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

● **غزہ: واٹر ڈی سیلینیشن پلانٹ تباہ:** فلسطینی واٹر اتھارٹی کے مطابق اسرائیلی فوجیوں نے محصور شمالی غزہ میں پانی کی ضروریات کو پورا کرنے والے واحد ڈی سیلینیشن پلانٹ کو تباہ کر دیا ہے۔ تکنیکی ٹیموں کو سڑکوں اور انفراسٹرکچر کی بڑے پیمانے پر تباہی کے ساتھ ساتھ آلات اور ایندھن کی کمی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

● **لبنان: غزہ جانے والوں پر اسرائیلی فائرنگ:** جنوبی لبنان سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کی ڈیڈ لائن گزرنے کے بعد گھروں کو لوٹنے والے لبنانی شہریوں پر اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے 22 افراد شہید ہو گئے۔

● **شام: الاسد حکومت کے افسروں سمیت 35 افراد کو پھانسی:** بشار الاسد کا تختہ الٹنے والی فورسز کا کہنا ہے کہ انہوں نے مغربی حمص کے علاقے میں خلاف ورزیوں پر متعدد گرفتاریاں کی ہیں۔ سیرئین آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس (ایس او ایچ آر) کا کہنا ہے کہ یہ گرفتاریاں سنگین خلاف ورزیوں اور پھانسیوں کے بعد کی گئی ہیں، سزائے موت پانے والوں میں زیادہ تر اسد حکومت کے سابق افسران ہیں، جنہوں نے خود کو نئی حکومت کے مراکز میں پیش کیا تھا۔

● **یمن: حوثیوں نے 150 سے زائد جنگی قیدی رہا کر دیئے:** یمن کے حوثی باغیوں نے 153 بیمار اور بزرگ جنگی قیدیوں کو ریڈ کراس کے تعاون سے رہا کر دیا تاہم رہا کیے جانے والے قیدیوں کی شناخت کے حوالے سے نہیں بتایا گیا۔

● **سوڈان: ہسپتال پر ڈرون حملہ:** دارفر ریجن میں الفشر کے علاقے میں قائم ہسپتال میں ڈرون حملے میں مریضوں سمیت 70 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ سوڈان میں پیرا ملٹری آر ایس ایف اور سرکاری فورسز کے درمیان مسلح لڑائی جاری ہے۔ تاہم اس حملے کے حوالے سے وضاحت نہیں ہوئی کہ کس فریق نے حملہ کیا تھا۔

● **سعودی عرب: مسجد الحرام میں افطاری دسترخوان کے ضوابط جاری:** ادارۂ امور حرمین کی جانب سے مسجد الحرام میں افطاری دسترخوان کے ضوابط جاری کیے گئے ہیں۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ میں رمضان المبارک کے دوران پرمٹ کے بغیر افطاری دسترخوان نہیں لگایا جا سکے گا۔ افطاری دسترخوان لگانے والوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مطلوبہ معیار کے مطابق افطاری منظور شدہ کیٹرنگ سے تیار کرا کے فراہم کریں۔ افراد کو کسی ایک جگہ جبکہ فلاحی تنظیموں کو 10 جگہ پر دسترخوان لگانے کی اجازت ہوگی۔ ذیابیطس اور مہلک امراض میں مبتلا افراد کے لیے مخصوص اشیا فراہم کی جائیں جو کم کیلوریز پر مشتمل ہوں۔

ادارہ امور حرمین شریفین مسجد الحرام آنے والے عمرہ زائرین کی سہولت کے لیے بیرونی صحنوں میں سامان رکھنے کے لیے مفت لاکرز کی سہولت بھی فراہم کر رہا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر واشاعت)

Solidarity With Kashmiris Under Indian Occupation

Two-thirds of the state of Jammu and Kashmir has been under India's military occupation since October 1947. Britain, the departing colonial power, had much to do with creating this problem. The oppressed people of Kashmir have categorically rejected India's illegal occupation of their state. The Kashmiris have endured more than seven-decades of suffering and oppression. Their suffering should be highlighted regularly to expose Indian crimes.

According to Kashmiri journalist Gowhar Geelani, Kashmir Day has been observed historically right from 1931. It was first proposed by the then Kashmir Committee, which included the likes of Allama Iqbal. Geelani was quoting the Srinagar-based international law expert, Dr Sheikh Showkat Hussain, who wrote in February 2017: "In the 1930s, the day was observed to express camaraderie with the Kashmiris' struggle against the autocratic Dogra ruler Maharaja Hari Singh. In present day context, Kashmir Day is being observed to show solidarity with the struggle of occupied Kashmiris against India."

Various international reports disclose that since 1989, more than 100,000 Kashmiris have been murdered by the 900,000 Indian occupation troops. Rape of women and girls is also used as an instrument of oppression and terror. The Kashmir Media Service, one of the most authentic sources of news on Jammu and Kashmir, reports that by the end of December 2024, 13,256 girls and women had been raped by Indian troops since February 1989.

One of the most horrific cases of gang rapes occurred on the night of 23 February 1991. Members of the Central Reserve Police Force (CRPF), an unruly mob of Hindu terrorists in uniform, raided the twin villages of Kunan and Pushpora in the remote Kupwara district of Kashmir. The heavily armed soldiers took all the men and boys out into the freezing cold and held them at gunpoint while they went from house to house, searching allegedly for "militants" but in actual fact, committed gang rapes. Girls as young as seven years old and women as old as 70 were raped. Despite repeated calls by the Kashmiris and human rights organizations, both Indian and international, for an investigation into the Kunan-Pushpora crime, the matter was dismissed. No one has been held accountable much less charged with this heinous crime.

The Kashmiris are suffering because they demand the right of self-determination, a fundamental right of every human being. This has been denied to them since 1947. According to the partition plan of British-ruled India, Muslim majority areas were to become part of Pakistan while Hindu majority areas would form part of India. This formula was accepted by the leaders of the two movements—the All-India Muslim League that led the Pakistan movement and Indian National Congress that represented Hindu sentiment. Yet the Indian Congress in connivance with the British, violated this agreement in the case of Kashmir. The people of Jammu and Kashmir who were overwhelmingly Muslim, had no doubt that their state would become part of Pakistan. After all, not only the people's sentiment but even their culture, geography, history and physical links, such as postal service, telegraph etc., were all linked with Pakistan.

Naturally, India's illegal occupation of the state led to an uprising by the Kashmiris and a war between India and Pakistan. Since then, three wars have been fought between the two countries and ceasefire along the Line of Control (LoC) remains tenuous. Indian troops frequently shell border villages on the Pakistani side killing innocent Kashmiris. There are 11 UN Security Council resolutions calling for a plebiscite (referendum) in Indian Occupied Kashmir so that the people can freely exercise their right to self-determination. India has not only refused to hold a referendum that it had initially proclaimed publicly before the whole world, Delhi unilaterally abrogated articles 370 and 35A of the Indian constitution in August 2019. These had conferred special status to Kashmir and blocked settlement of non-Kashmiris in the state.

Since then, some 4.5 million non-Kashmiri Hindus have been illegally settled in Kashmir. The intent is clear: dilute the population of Kashmir so that if a referendum is held in the future, the Kashmiris would not have a clear majority. This policy of social engineering has gone hand-in-hand with the crushing of all forms of dissent in Indian Occupied Kashmir, a criminal ploy that India has borrowed from its all-weather ally Israel. Journalists, academics, doctors and even school children are targeted and imprisoned or killed. These developments make it even more imperative to highlight the plight of the Kashmiris and express solidarity with their just struggle for freedom.

Courtesy: *https://thedigitaltruth.org/articles/solidarity-with-kashmiris-under-indian-occupation*

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.5

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore